Regd No L.P. 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۷

جلد ۶ | ۶ تبلیغ ۱۳۳۷ ہش | ۱۶ رجب ۱۳۷۷ ھ | ۶ فروری ۱۹۵۸ء | نمبر ۶

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳ فروری - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

درد نقرس کے باعث حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت ناساز ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

ربوہ یکم فروری - وقف جدید کے تحت جن احباب نے خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں ان میں سے چھ معلمین کا پہلا گروپ مختلف علاقوں میں تعلیم و تربیت کا کام سرانجام دینے کے لئے ربوہ سے روانہ ہو گیا۔

قادیان ۴ فروری - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمدللہ۔

سوئٹزرلینڈ میں تبلیغ اسلام

تبلیغی جلسے اور تقاریر رسالہ "اسلام" کی اشاعت اور اسکے اثرات مسجد کیلئے زمین کے حصول کی کوشش

از مکرم شیخ ناصر احمد صاحب بی۔ اے۔ انچارج سوئٹزرلینڈ مشن

تبلیغی جلسے اور تقاریر

بازل شہر زیورک سے ۵۵ میل دور ہے۔ یہ ملک کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ اس کی سرحدیں جرمنی اور فرانس سے ملتی ہیں۔ یہاں پہلے بھی تبلیغی اجلاس منعقد کئے جا چکے ہیں۔ اور ایک طبقہ اسلام سے دلچسپی رکھنے والوں کا پیدا ہو چکا ہے۔ مورخہ یکم اکتوبر کو یہاں ایک اور تبلیغی اجلاس کا انتظام کیا گیا۔ خاکسار نے عیسائیت اور اسلام پر تقریر کی۔ تقریر کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ اس قدر طول اختیار کر گیا کہ خاکسار کو آخری گاڑی سے واپس آنا پڑا۔ بعض لوگوں نے پوچھا کہ اگلا اجلاس کب ہو گا۔ ایک خاتون نے اگلے دن قرآن کریم کا نسخہ طلب کیا تا اس کا موازنہ بائیبل سے کر سکے۔

زیورک میں مورخہ ۱۳ اکتوبر کو ایک تبلیغی اجلاس کا انتظام کیا گیا۔ خاکسار نے پہلے ایک مختصر تقریر کی۔ اور بعد میں حاضرین کو سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ اس دن اسلامی لٹریچر کی ایک نمائش کا بھی انتظام تھا۔ جس میں مختلف زبانوں میں شائع ہونے والی کتب و رسالہ جات لوگوں کو دکھائے گئے۔

ایک جگہ والڈ (WALD) میں خاکسار کو دو لیکچروں کی دعوت ملی ہوئی تھی۔ چنانچہ پہلا لیکچر ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ دوسرا لیکچر مورخہ ۲۶ نومبر کو "اسلامی ممالک کے نقطۂ نگاہ" پر تھا۔ خاکسار نے موجودہ سیاسی حالات کی روشنی میں اسلامی ممالک کے رد عمل کو پیش کیا۔ دونوں مواقع پر حاضرین میں رسالہ "اسلام" کے مختلف پرچے کثرت سے تقسیم کئے گئے۔ اور سوالات کے جواب بھی دیئے گئے منتظمین کی خواہش پر بعد میں بھی رسالہ "اسلام" کے نسخے وہاں بھجوائے گئے۔

زیورک کے نوجوانوں کے ایک گروپ کی طرف سے تقریر کی دعوت ملی۔ چنانچہ خاکسار نے مورخہ ۲۸ نومبر کو ان کے ہاں جا کر اسلام پر عام فہم رنگ میں تقریر کی۔ اور عیسائیت کی بعض غلطیوں کی طرف اشارہ کیا۔ بعد میں ان نوجوانوں نے بہت دیر تک سوالات کے ذریعہ مزید معلومات حاصل کیں۔ ان لوگوں کے پتے حاصل کر کے انہیں رسالہ "اسلام" کا تازہ شمارہ بھجوایا گیا۔

رسالہ "اسلام"

عرصہ زیر رپورٹ میں نومبر، دسمبر اور جنوری ۱۹۵۸ء کے شمارے تیار کئے گئے جنوری کا پرچہ جوبلی نمبر کے طور پر شائع کیا گیا۔ کیونکہ رسالہ کا تیسواں شمارہ تھا۔ اس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوٹو شائع کی گئی۔ نیز لندن۔ ہیگ اور ہیمبرگ کی مساجد کی تصاویر بھی دی گئیں۔ رسالہ کا حجم معمول سے بڑا تھا۔ تینوں پرچوں میں حسب ذیل مضامین درج کئے گئے۔ مصنوعی سیارہ اور قرآنی تعلیم قانون قدرت کے بارہ میں خدا تعالیٰ کا کلام اسلام کی نشاۃ ثانیہ۔ جنگ میں اسلامی تعلیم۔ توحید باری تعالیٰ کا صحیح مفہوم۔ احمدیت کیا ہے؟ جنگ کے دوران میں پورے ہونے والے بعض رؤیا۔ اسلام مغرب میں سوالات کے جوابات ۱۹۵۸ء میں ہماری دعا۔ سوانح حیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ تقسیم ہند کے بعد احمدیت کے لئے مرکز کا قیام۔ میں نے قرآن کریم کو کیسے پایا؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک رائے۔ احادیث نبوی۔ قارئین کے خطوط اور ریویو کتب وغیرہ یہ پرچے ۲۹۰ کی تعداد میں بذریعہ ڈاک بھجوائے گئے۔ وی آنا یونیورسٹی کی لائبریری کو ایک پرچہ نمونہ کا بھجوایا گیا۔ تو انہوں نے فائل کے لئے سارے سال کے پرچے طلب کئے۔ اور اب انہیں اور دیگر لائبریریوں کو پرچہ باقاعدگی سے جاتا ہے۔

رسالہ "اسلام" کے مطالعہ کرنیوالے ایک صاحب نے اپنے تاثرات کا یوں اظہار کرتے ہیں:-

"رسالہ اسلام کا جوبلی نمبر شائع کرنے پر میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ کے کام میں مستقبل میں برکت ڈالے کام کے دوران میں آپ کو بہت سے مواقع خوشی کے اور بہت سے مواقع مایوسی کے بھی آئے ہوں گے۔ تاہم آپ اس امر پر یقیناً خوش ہو سکتے ہیں۔ کہ آپ کو متعدد مقامات پر اسلام کے خلاف بالکل بے بنیاد اور غلط باتوں کی تردید کی توفیق ملی۔ میں اس امر کا اندازہ بخوبی لگا سکتا ہوں کہ آپ کا کام آسان نہیں۔ وہ متعصب نظریات جو صدیوں سے چلے آتے ہیں۔ وہ ایک دن میں دور نہیں کئے جا سکتے یہ بہت صبر والا کام چاہتا ہے کیونکہ بہت سی طاقتیں محض اس کام پر لگی ہوئی ہیں تا لوگوں کے سامنے اسلام کو ممکن ترین بھدی شکل میں پیش کیا جائے۔ مثال کے طور پر اکثر ایسے مضامین پڑھنے میں آتے ہیں۔ جن میں لکھا ہوتا ہے کہ محمدؐ اگرچہ مذہبی آدمی تھے تاہم آپ (نعوذ باللہ) بہت چالاک بھی تھے۔ حیرت ہے کہ یہ باتیں ایک ایسے شخص کے متعلق کہی جاتی ہیں جس کے متعلق اس کی بیوی (جو اسے یقیناً سب سے زیادہ جانتی تھی) یہ شہادت دیتی ہے کہ آپ کی زندگی آپ کی تعلیم کے مطابق اور آپ کی تعلیم آپ کی زندگی کے مطابق تھی"۔

اسی سلسلہ میں یہ ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ ایک چھوٹی سی کتاب میں جو چرچ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ ایک مضمون میں رسالہ "اسلام" کا نہ صرف ذکر شائع ہوا ہے۔ بلکہ لیڈنگ آرٹیکل کا لمبا اقتباس بھی دیا گیا ہے۔ تا قارئین کو اس امر کی طرف توجہ دلائی جا سکے۔ کہ ہم اسلام کو کس رنگ میں بطور عالمگیر مذہب کے پیش کرتے ہیں۔

متفرق امور

انگریزی دیباچہ قرآن کا خلاصہ خاکسار نے تیار کیا۔ جو قرآن کریم کے پاکٹ ایڈیشن کے ساتھ لگایا جائے گا۔ تحریک احمدیت کیا چیز ہے؟ کے موضوع پر رسالہ تیار کیا گیا۔ انسی دیباچہ قرآن کریم کا روسی ترجمہ کروایا جا رہا ہے۔ بعض اخبارات میں مشن کے متعلق خبریں خصوصاً دیباتی علاقہ (باقی صفحہ)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۶ر فروری ۱۹۵۸ء

خدمتِ وطن کیلئے کچھ تعمیری کام

وزیرِ اعظم پنڈت نہرو نے ۲ر فروری کو جے پور کے قریب ایک ادارہ کی سلور جوبلی کی تقاریب کا افتتاح کرتے ہوئے بہت خوب کہا:-

"عورتیں ملک کی علمبردار ہیں اور جب تک عورتیں غیر تعلیم یافتہ ہوں گی تب تک ملک پسماندہ رہے گا۔ حکومت کا یہ ارادہ ہے کہ ملک میں کوئی لڑکا یا لڑکی غیر تعلیم یافتہ نہ رہے"۔

اسی طرح عوام میں تعلیم کے پھیلاؤ کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے آپ نے کہا:-

"ہم نے پنجسالہ پلان مرتب کیا ہے لیکن اگر عوام ان پڑھ رہے تو پلان اور تعمیراتی پروگرام کامیاب نہ ہو سکیں گے"۔

نئے سال کے آغاز سے غالباً یہ دوسرا موقع ہے جبکہ وزیرِ اعظم نے ملک سے ناخواندگی کو دور کرنے کی طرف خاص طور سے توجہ دلائی ہے اس سے پہلے گوہاٹی میں کانگرس سیشن کے موقع پر آپ نے ۲۰ر جنوری کو کانگرس ڈیلی گیٹوں کے غیر رسمی اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے انہیں اسی قسم کی تلقین کی تھی کہ

"وہ عوام کو دور سے مشورہ نہ دیا کریں بلکہ قریب ہو کر ان کی مشکلات ان کا دکھ درد اور ان کے مسائل سمجھنے کی کوشش کریں"۔

پھر آپ نے اس کے لئے منڈل کانگرس کمیٹیوں کو سرگرم کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ "منڈل کمیٹیوں کو فی الفور ناخواندگی کو دور کرنے کی مہم شروع کر دینی چاہیئے"۔

درحقیقت ہر محبِ وطن اس بات کا دل سے متمنی ہے کہ اس کا وطن آگے بڑھے۔ ترقی کی رفتار میں غیر ممالک کے ہم پلّہ ہو جائے۔ اور یہ جذبہ بہت ہی مبارک ہے اگر ہر شخص ہی اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کرے کہ اس کا اپنا وجود بھی تعمیرِ وطن کے لئے ایک اہم پارٹ ادا کر سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک عظیم الشان محل کی عظمت ان ہزاروں ہزار اینٹوں کے باترتیب نصب کئے جانے میں ہے۔ اور اُس کی پختگی اُن سب کے باہم قریبی اتصال پا جانے کا نتیجہ ہے۔ یہی حالت کسی ملک کے افراد کی ہے۔ اگر ان میں اتحاد و یکجہتی قائم رہی اور ایک ٹیم کی طرح ملک کی تعمیر میں حصہ لیتے رہے تو ملک کی عظمت کو چار چاند لگنے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور اس کے لئے کسی لمبے چوڑے غور و فکر اور منصوبوں کی بھی ضرورت نہیں۔ ہر شخص اپنے اپنے دائرہ میں ملک کے لئے بہت کچھ کر سکتا ہے۔ اسے اپنے ہی ارد گرد نگاہ دوڑانے سے بیسیوں قسم کے ایسے ہی مفید کام مل سکتے ہیں۔ جن پر معمولی توجہ دینے سے ملک کو بے حد فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

انہیں بیسیوں قسم کے مفید اور سہل الحصول تعمیری کاموں میں سے ایک بہت بڑا اور اہم کام ملک میں سے ناخواندگی کو دور کرنا ہے۔ اور اپنے ہموطنوں میں زیادہ سے زیادہ تعلیم کا رواج دینا ہے۔ دنیا کے دیگر متعدد ممالک کی ترقی ہمیں ہمیشہ ہی حیرت میں ڈالتی ہے۔ ان کی نت نئی ایجادیں انگشت بدنداں کئے دیتی ہیں۔ لیکن اگر حقیقت کو دیکھا جائے تو ان سب کی ترقی اور سربلندی تعلیم ہی کی مرہونِ منت ہے۔ ملک کے افراد کو جس قدر زیادہ سے زیادہ تعداد میں تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ اسی قدر خوش کن نتائج حاصل ہو سکتے ہیں!!

خوشی کا مقام ہے۔ کہ ملکی نیتا ملک کے لئے متعدد ترقیاتی منصوبوں کے ساتھ ساتھ اس اہم بات کو نہیں بھولے اور وقتاً فوقتاً اس کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام بھی اس کی اہمیت کو سمجھیں اور نہ صرف یہ کہ ان باتوں کو دل میں جگہ دیں بلکہ عملی میدان میں کچھ کر کے دکھائیں یوں تو ملک کے ہر بہی خواہ کا فرض منصبی ہے کہ وہ اس بات کی طرف خاص توجہ دے۔ حتی الامکان ملک سے ناخواندگی کو دور کرنے میں تعاون کا ہاتھ بڑھائے۔ لیکن ایسے لوگ جو انتخابات کے موقع پر "اپوزیشن کو مضبوط کرو" کا نعرہ لگایا کرتے ہیں۔ اگر وہ صحت نیت سے ملک کی کوئی مخلص خدمت بجا لانا چاہتے ہیں تو میدان میں آئیں۔ اور ایک پروگرام کے ماتحت ملک میں طوعی تعلیم کا ایک ایسا وسیع جال بچھا دیں جس سے سمجھا جا سکے کہ وہ بھی کوئی مثبت کام کر سکتے ہیں۔ ورنہ ان کے نعرے بے حقیقت ہیں۔ اور ان کا محب الوطنی کا دعویٰ اپنے ساتھ چنداں ثبوت نہیں رکھتا خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی لیکن کانگرسی ورکروں کو تو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بلکہ ہمارے نزدیک تو فی الحال ہر سرگرم کانگرسی ورکر کو اسبات کا پابند کیا جانا چاہیئے۔ کہ وہ سال میں کم سے کم ایک ناخواندہ دوست کی تعلیم کا بندوبست کرے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس کے باقاعدہ تعلیمی اخراجات کا ذمہ دار ہو اور اُسے یونیورسٹی کے امتحان کے قابل بنا دے بلکہ چاہیئے کہ اپنے قیمتی اوقات میں سے قومی خدمت کے لئے کچھ وقت نکال کر محض طوعی طور پر ایک دوست کو مفت تعلیم دے۔ اس سے ایک طرف تو قومی خدمت کے لئے قربانی کا جذبہ رواج پا جاتا ہے۔ تو دوسری طرف بغیر کسی طرح کے زائد اخراجات کے ملک کی فوری ضرورت پوری ہو سکتی ہے اور عوام کا تناسب تعلیم بڑھ سکتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ملک کے بیشتر افراد کا تعلیم میں وسعت حاصل کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے خوراک میں ملک کا خود کفیل ہونا بلکہ اگر زیادہ غور سے دیکھا جائے تو خوراک کے مسئلہ کا حل بھی ملک میں تعلیم کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے پر مبنی ہے۔ اور اس کے لئے کسی فوری اور عملی قدم کی ضرورت ہے۔ ملک کے نیتاؤں کا کام عوام کو ایک اہم بات کی طرف متوجہ کرنا ہے اور اخبارات کا کام اس کے لئے فضاء کو تیار کرنا ہے اور دوسرے طبقہ کے ورکروں کو ایسے منصوبے بنا کر ان پر عمل پیرا ہونا۔ اس طرح اگر ہر شخص اپنی اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے عملی کام میں لگ جائے تو ایک قلیل مدت میں ان تمام مساعی کے خوش کن نتائج نکل سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں اس سلسلہ میں عورتیں بھی بہت اہم پارٹ ادا کر سکتی ہیں۔ یہ تو ایک الگ بحث ہے کہ عورتیں کس حد تک مردوں کے برابر حقوق دیئے جانے کی حقدار ہیں۔ مگر جہاں تک فرائض کی ادائیگی کا سوال ہے اور ملک کی پیش آمدہ فوری ضرورت کا تعلق ہے۔ ہمارے نزدیک اگر ملک کی عورتیں اس کام میں لگ جائیں تو ایک قلیل مدت میں ملک کا نقشہ ہی بدل جائے۔ مثلاً پہلے پہل وہ اپنی جد و جہد کا مرکز اپنی ہی صنف کو بنائیں اور پھر بعد میں اس دائرہ کو وسیع کرتی چلی جائیں۔ بلکہ عورتوں کا بجائے خود تعلیم یافتہ بننا ملک کے لئے کہیں زیادہ فائدہ بخش ہے کیونکہ یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ پڑھی لکھی عورتوں کی گود میں جب ملک و قوم کے نونہال پرورش پائیں گے تو ملک کی ترقی اور سربلندی میں کیا شبہ رہ جاتا ہے پس خوش قسمت ہے وہ قوم جو وقت کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے ہی دور رس نتائج پر غور کرتی ہے۔ اور اسکے مطابق اپنے اندر مناسب تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ ملک میں آزاد جمہوریت کے نظام پر اسی وقت فخر کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ ہر ووٹر اپنے ووٹ کی قدر و قیمت خود پہچانتا ہو اور اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق اپنے ووٹ کو استعمال کرنے کی اہلیت رکھتا ہو پس ملک سے ناخواندگی کو دور کرنا فی الواقع خدمت وطن کیلئے ایک تعمیری کام ہے جس کے متعلق تمام ہموطنوں کو سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے!!

فریادِ مجبور

(از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

میں جب بھی جاگتا ہوں۔ دیکھتا ہوں رات باقی ہے
نمودِ صبحِ صادق ہونے والی بات باقی ہے

بہت کچھ ہو چکا۔ لیکن مجھے تسلیم ہے آقا
ابھی تو اور بھی تعمیلِ ارشادات باقی ہے

یہ تبلیغی مراسم ہیں یہ اخلاقی مکارم ہیں
کہ لوگوں کے دلوں میں عزتِ سادات باقی ہے

وفاتِ ابنِ مریم ہو چکی ثابت۔ مگر اب تک
کہا جاتا ہے۔ عیسٰی کی فلک پر ذات باقی ہے

پرستش ہے بُتِ مغرب کی۔ مرغوبِ دلِ مسلم
تو اس بے راہ روی سے گردشِ حالات باقی ہے

نہ حبل اللہ ہاتھوں میں نہ کوئی عُروۃ وثقیٰ
یہی باعث ہے اب تک باہمی اثبات باقی ہے

ہمارے بدر کا ہو نور عالمگیر جلد اکمل
کہ یہ دنیا تو فانی اور حق کی ذات باقی ہے

لازمی چندہ جات

موجودہ مالی سال کے آٹھ ماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے۔ اکثر جماعتوں کی طرف سے نسبتی بجٹ کے مطابق چندہ جات کی رقوم وصول ہو کر مرکز نہیں پہونچ رہیں۔ اس لئے تمام عہدیداران مال سے درخواست ہے۔ کہ ابھی سے گذشتہ آٹھ مہینوں کے بقایا وصول کر کے اور آئندہ ہر ماہ باقاعدہ وصولی کرتے ہوئے سو فی صدی بجٹ پورا کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دیں ٭

ناظر بیت المال قادیان

خطبہ جمعہ

اسلام ایک مستقل سچائی اور ابدی صداقت ہے

جو زمانہ کے حالات سے ہرگز متاثر نہیں ہو سکتی

اسلام کیلئے جو مصیبتیں نظر آرہی ہیں در حقیقت وہ اسلام کی نہیں بلکہ مسلمانوں کی مصیبتیں ہیں جنہیں دور کرنا ہم سب کا فرض ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۸ر جنوری ۱۹۵۵ء بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں اگر

اپنے فرض کا احساس

ہو جائے تو لمبی چوڑی تقریروں اور لمبے چوڑے وعظوں کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ جب کوئی شخص کسی پہاڑ کے دامن میں کھڑا ہو۔ اور وہ پہاڑ اس پر گر رہا ہو۔ تو اسے دوسرے علاقہ کے لوگ یہ بتانے کے لئے نہیں آتے کہ پہاڑ تم پر گر رہا ہے تم اپنی جان بچا لو۔ جب کسی گھر میں آگ لگی ہوئی ہوتی ہے۔ تو اس کے ہمسائے اسے نہیں کہتے کہ وہ اپنی جان بچا لے۔ بلکہ وہ آپ ہی آپ اس جگہ سے باہر چلا جاتا ہے۔ جب پانی کا سیلاب کسی علاقہ کی طرف بڑھتا ہے تو کسی شخص کے یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ لوگو اپنی جانیں بچا لو۔ بلکہ لوگ آپ ہی آپ اس علاقہ سے بھاگنا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح

اسلام کیلئے جو آفتیں ہیں

اسلام کے لئے جو مصیبتیں ہیں۔ اور اسلام کے لئے جو تکلیفیں ہیں۔ وہ در حقیقت اسلام کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کے لئے ہیں۔ اور ان کا فرض ہے کہ بغیر اس کے کہ کوئی انہیں توجہ دلائے جس طرح سیلاب کے لئے لوگ دوڑ پڑتے ہیں۔ جس طرح آگ سے بچنے کے لئے لوگ مکانوں سے نکل بھاگتے ہیں جس طرح گرنے والے پہاڑ سے بچنے کے لئے لوگ اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ ان مصیبتوں سے بھی اپنے آپ کو بچائیں۔ جو کہنے والے کے لئے اسلام کی مصیبتیں ہیں۔ لیکن وہ اسلام کی نہیں بلکہ

مسلمانوں کی مصیبتیں

ہیں۔ کیونکہ اسلام ایک مستقل سچائی ہے اور کسی مستقل سچائی کو اس چیز سے واسطہ نہیں ہوتا کہ کوئی شخص اسے مانتا ہے یا نہیں مانتا

پس وہ مصیبتیں آفتیں اور مشکلات مسلمانوں کے لئے ہیں۔ ورنہ اسلام ان مشکلات کے دائرہ سے کلی طور پر باہر ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کسی علاقہ میں آندھی آجاتی ہے۔ اور سارے جو پر چھا جاتی ہے۔ تو سورج، چاند اور ستارے نظر آنے بند ہو جاتے ہیں۔ اب بظاہر وہ آندھی چاند اور ستاروں کے لئے ہوتی ہے کہ وہ اس کی وجہ سے نظر نہیں آتے لیکن حقیقت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آندھی انسانوں کے لئے ہوتی ہے کہ سورج، چاند اور ستارے انہیں نظر نہیں آتے۔ ورنہ وہ اسی طرح چمک رہے ہوتے ہیں۔ اور منفعتیں ان سے اسی طرح روشن ہوتی ہیں جیسے پہلے روشن تھیں آندھی صرف چند فٹ کی بلندی تک ہوتی ہے۔ اور وہ بھی دس پندرہ میل کے علاقہ میں کہ جس میں وہ انسانوں کے ایک حصہ کو

سورج۔ چاند اور ستاروں کی روشنی

سے محروم کر دیتی ہے۔ اسی طرح آندھی کی وجہ سے کچھ لوگوں کے مکان گر جاتے ہیں۔ کچھ چھتیں اڑ جاتی ہیں۔ کچھ خیمے پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ کچھ درخت اکھڑ جاتے ہیں۔ کچھ کھیتیاں خراب ہو جاتی ہیں لیکن یہ ساری چیزیں انسان کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہوتی ہیں۔ سورج چاند اور ستاروں کے ساتھ تعلق نہیں رکھتیں۔ ان کھیتوں۔ درختوں اور چھتوں سے سورج۔ چاند اور ستاروں کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ مکانوں پر سورج۔ چاند اور ستارے نہیں رہتے۔ چھتیں سورج چاند اور ستاروں کی حفاظت نہیں کرتیں ان چیزوں سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہوتے ہیں تو انسان محروم ہوتے ہیں سورج۔ چاند اور ستارے نہیں۔ جن کے لئے آندھی آئی ہوئی ہوتی ہے

وہ انسان ہوتے ہیں

کہ جن کے درمیان اور سورج۔ چاند اور ستاروں کے درمیان گرد و غبار حائل ہو جاتا ہے۔ ورنہ سورج۔ چاند اور ستارے ہمیشہ روشن ہیں ہماری پیدائش سے لاکھوں کروڑوں سال قبل بھی روشن تھے۔ اور شاید ہماری وفات کے لاکھوں کروڑوں سال بعد تک بھی اسی طرح روشن اور چمکتے رہیں گے۔ جیسے وہ آج روشنی دیتے اور چمکتے ہیں۔ سورج اسی طرح گرمی پہنچاتا رہے گا۔ جس طرح وہ آج پہنچا رہا ہے سورج اور چاند کھیتوں کو اسی طرح فائدہ پہنچاتے رہیں گے اور پہنچاتے چلے جائیں گے۔ جس طرح وہ آج پہنچا رہے ہیں۔ وہ جراثیم کو اسی طرح ماریں گے۔ اور مارتے چلے جائیں گے۔ جیسے وہ ہمیشہ سے مارتے چلے آئے ہیں۔ ہاں ایک عارضی عرصہ میں اور

ایک خاص ماحول

میں انسان ان کے فائدہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ بظاہر دنیا سمجھتی ہے کہ سورج غائب ہو گیا ہے۔ بظاہر دنیا سمجھتی ہے کہ چاند اور ستارے چھپ گئے ہیں۔ اور اب روشنی نہیں دیتے۔ حالانکہ وہ برابر روشن ہوتے ہیں۔ اور روشنی پہنچا رہے ہوتے ہیں۔

یہی حال سچائیوں کا ہے

سچائی غائب نہیں ہوتی سچائی نہیں مٹتی۔ انسان غائب ہوتا ہے۔ اور انسان مٹ جاتا ہے۔ بے وقوف سمجھتا ہے کہ سورج۔ چاند اور ستارے چھپ گئے ہیں۔ حالانکہ یہ خود چھپ جاتا ہے اور

تاریکیوں میں پھنس جاتا ہے

اور روشنی کے فوائد سے محروم ہو جاتا ہے مگر وہ اس محرومیت کو دوسرے کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔

قصہ مشہور ہے

کہ کوئی اندھا اندھیرے میں لالٹین ہاتھ میں لئے جا رہا تھا۔ کوئی سوجاکھا اس کے پاس سے گذرا اور اسے لالٹین ہاتھ میں لئے دیکھ کر ہنس پڑا اور کہنے لگا۔ میاں جب تجھے نظر نہیں آتا تو تجھے اس لالٹین کا کیا فائدہ؟ اس اندھے نے کہا۔ بے شک میں اندھا ہوں اور مجھے اس لالٹین کی ضرورت نہیں۔ مگر یہ لالٹین میں نے اپنے پاس سوجاکھے اندھوں کے لئے رکھی ہے۔ تاکہ وہ اندھیرے میں مجھے ٹھوکر نہ لگا بیٹھیں۔ اسی طرح یہ چیزیں یعنی سورج۔ چاند اور ستارے اپنے لئے فائدہ حاصل نہیں کر رہے ہوتے بلکہ

دوسروں کو فائدہ

پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ زہر بھی اپنی ذات کو فائدہ نہیں دیتا۔ ہاں جو اسے استعمال کرتا ہے۔ وہ زہر کے اثر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ زہر اپنی ذات میں نقصان نہیں اٹھاتا ہاں انسان اسے کھائے تو مر جاتا ہے۔ اسی طرح یہ چیزیں انسان کو ہی مارتی ہیں۔ اور جلاتی ہیں۔ پس جبکہ حالت یہ ہے تو بدقسمت ہے وہ انسان جو باتوں میں اپنی ساری عمر ضائع کر دیتا ہے۔ اور کام کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ ہر خرابی جسے وہ دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ دوسروں کی طرف آ رہی ہے۔ حالانکہ وہ اسی کی طرف آ رہی ہوتی ہے۔ جیسے چاند اور ستارے آندھی کی وجہ سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ تو احمق انسان سمجھتا ہے کہ ان کی روشنی جاتی رہی ہے۔ حالانکہ

حقیقت یہ ہوتی ہے

کہ چاند اور ستارے تو روشن ہوتے ہیں۔ وہ خود ان کی روشنی سے محروم ہو جاتا ہے اسی طرح یہ احمق یہ بھی خیال نہیں کرتا کہ ہر تباہی جو دنیا پر آ رہی ہے۔ اس پر بھی آ رہی ہے۔ ہر تباہی جو دنیا پر آ رہی ہے اس سے وہ بھی محفوظ نہیں۔ کیونکہ وہ بھی دنیا سے باہر نہیں۔ اگر دنیا میں کوئی تباہی آئے گی۔ تو اس پر بھی آئے گی۔ اس لئے اس کا فرض ہے کہ قبل اس کے کہ وہ تباہی آئے وہ اس سے بچنے کی کوشش کرے۔ لیکن

بدقسمت انسان

باتیں کرتا ہے۔ اور کام سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ ان باتوں کی وجہ سے دنیا اسے سر پر اٹھائے پھرے گی۔ حالانکہ نہ دنیا بے وقوف ہے اور نہ خدا تعالیٰ۔ یہ بے وقوفی ہے جو غلط امیدیں لگائے بیٹھا ہے۔

جلسہ یوم المصلح الموعود

۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کا دن سلسلہ کی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتا ہے اس دن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بالہام الہٰی مصلح موعود سے متعلق عظیم الشان پیشگوئی فرمائی اسلئے اس دن جملہ جماعتوں میں جلسے کئے جائیں اور اس پیشگوئی کے متعلق احباب جماعت اور دیگر احباب کو واقف و آگاہ کیا جائے۔ اور بعد جلسہ اسکی رپورٹ مرکز میں بھیجی جائے (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

امتِ محمدیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دنیا میں بنی نوع انسان کی خدمت کیلئے کھڑی کی گئی ہے

تعلیم الاسلام کالج کے طلباء سے محترم چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کا خطاب

ربوہ ۲۴ ر جنوری۔ عالمی عدالت انصاف کے جج محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے کل یہاں تعلیم الاسلام کالج کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے انہیں اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ تحصیل علم کے فوری مقصد کے ساتھ ساتھ انہیں اس حقیقی مقصد کو بھی مدنظر رکھنا چاہئیے کہ ان کی زندگیاں بنی نوع انسان کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بن سکیں ــــ آپ مجلس ارشاد کے تحت اس موضوع پر تقریر فرما رہے تھے۔ کہ طلباء اپنی زندگیوں کو کس طرح اسلام کے لئے مفید بنا سکتے ہیں۔ اس موقعہ پر صدارت کے فرائض مجلس ارشاد کے صدر مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب نے ادا کئے۔

دوران تقریر میں آپ نے قرآن مجید کی آیت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس امر کو واضح فرمایا کہ امتِ محمدیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کی بھلائی اور بہتری کے لئے پیدا کی گئی ہے چنانچہ طلباء اپنی زندگیوں کو اسی طرح اسلام کے لئے مفید بنا سکتے ہیں کہ وہ اس خصوصیت کو برقرار رکھنے اور اس کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے کی کوشش کریں۔

تحصیل علم کا فوری مقصد

تقریر کے آغاز میں آپ نے تحصیل علم کے فوری مقصد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ لوگ اس درسگاہ میں اسی لئے داخل ہوئے ہیں۔ کہ آپ علم حاصل کریں۔ لیکن تحصیل علم چند کتابیں پڑھ لینے کا نام نہیں ہے۔ اور نہ امتحان پاس کرنے یا سند حاصل کرنے کو علم سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ کتابیں پڑھنا امتحان دینا اس کے نتیجہ میں سند حاصل کرنا یہ سب چیزیں اپنی اپنی جگہ ضروری ہیں۔ اور ان سے عہدہ برآ ہونا آپ کے لئے لازمی ہے۔ لیکن یہ نہ اپنی ذات میں مقصد کہلا سکتی ہیں اور نہ انہیں تحصیل علم سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ یہ تو پرکھنے اور اندازہ لگانے کا ایک ذریعہ ہیں۔ کہ آپ نے کہاں تک اپنی استعداد کو بڑھایا ہے۔ ان کی حیثیت تھرمامیٹر کی طرح ہے۔ جس طرح تھرمامیٹر انسان کی جسمانی حالت کو ظاہر کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح کتابیں امتحان اور سندات بھی ایک مقیاس ہیں۔ جن سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ میں کتنی استعداد پیدا ہو چکی ہے۔ ہم تھرمامیٹر کو جو صحت کی کیفیت بتاتا ہے صحت نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح کتابوں امتحانات اور سندات کو علم سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا علم آپ کے ذہنی ارتقاء کا نام ہے۔ جسے آپ خود اپنے اندر محسوس کرتے ہیں۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ تحصیل علم وہ باطنی کیفیت ہے۔ جو غور و فکر کے نتیجہ میں ذہن کے صیقل ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جس کی مدد سے انسان حالات کا صحیح اندازہ لگا کر زندگی کے راستہ پر گامزن ہوتا ہے۔ میری مراد ہرگز یہ نہیں ہے کہ کتابیں پڑھنا۔ امتحان دینا اور سندات حاصل کرنا غیر ضروری چیزیں ہیں۔ یہ سب اپنی اپنی جگہ اہم ہیں اور اتنی اہم ہیں کہ ان کے بغیر گذارہ نہیں۔ لیکن آپ لوگوں کو انہیں مقصد نہیں سمجھنا چاہئیے۔ مقصد یہی ہے کہ آپ میں غور و فکر کا مادہ ہو۔ استعدادیں ترقی کریں اور ذہنی ارتقاء میسر آئے جس حد تک آپ کے اندر یہ باطنی کیفیت پیدا ہوگی۔ وہی آپ کا علم کہلائے گا۔ اگر آپ تحصیل علم کے سلسلہ میں اس مقصد کو سامنے رکھیں گے۔ تو کتابیں، امتحان، سندات اور ذریعہ معاش کی تلاش یہ سب چیزیں اپنے اپنے مقام پر کھڑی ہو جائیں گی۔ اور آپ کے اندر اپنی استعدادوں کو صحیح طور پر استعمال کرنے کا سلیقہ پیدا ہو جائے گا۔

حصول مقصد کے دو اہم ذرائع

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا تحصیل علم کے ضمن میں دو چیزیں خاص طور پر بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ ان کی مدد سے آپ اپنی ذہنی استعدادوں کو بہت بڑھا سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہے شوق اور دوسری توجہ۔ یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کہ کلاس روم یا کالج میں آپ کو جو کچھ پڑھایا جا رہا ہے۔ آپ کے اندر اس کو حاصل کرنے کا شوق ہو۔ پھر پوری توجہ اور انہماک سے آپ اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ توجہ قائم کرنے کے لئے کافی کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح سرکش گھوڑا ادھر ادھر جانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اسے قابو میں لانے کے لئے جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح توجہ کو بٹنے سے روکنے کے لئے کوشش اور مشق کی ضرورت ہے اگر آپ یہ معمول بنا لیں کہ جو چیز بھی آپ پڑھ رہے ہوں یا لکھ رہے ہوں اس میں سے ایک سطر بھی بغیر توجہ کے گزرنے نہ پائے۔ تو آپ تھوڑے سے ہی عرصہ میں محسوس کریں گے کہ آپ کی استعداد بڑھ رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو طالب علم پوری توجہ دیتے ہیں۔ وہ دوسروں کی نسبت کم محنت کرنے کے باوجود زیادہ حاصل کر لیتے ہیں یہ چیز مشق کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ ہفتہ عشرہ بھی مشق کریں گے۔ تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کے اندر توجہ مرکوز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو رہی ہے۔ اور جب انسان میں صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے تو تحصیل علم کے مرحلے بآسانی طے ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

زندگی کا حقیقی اور اعلےٰ مقصد

اسی ضمن میں آپ نے تحصیل علم کے فوری مقصد کے ساتھ ساتھ اس حقیقی مقصد کو مدنظر رکھنے کی طرف توجہ دلائی کہ طلبہ اپنی زندگیوں کو بنی نوع انسان کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کی کوشش کریں۔ آپ نے فرمایا۔ آپ لوگوں کا ہر کام اسی اعلےٰ تر مقصد کے حصول کی نیت سے ہونا چاہیئے۔ یہی وہ حقیقی مقصد ہے۔ جسے مسلمانوں کے لئے کہیں کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور کہیں خدا کا عبد بننے اور اس کی صفات کا ظل بننے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ سب ایک ہی حقیقت کے مختلف نام ہیں۔

ہاتھ سے کام کرنے کی عادت

دوران تقریر میں آپ نے طلباء پر اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی اہمیت کو بھی واضح فرمایا۔ اور اس ضمن میں باغبانی صناعی اور اسی قسم کے دوسرے مشاغل کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا۔ لکھنے پڑھنے کے ساتھ ساتھ حسب فراغت ان چیزوں میں بھی حصہ لینے سے علم بڑھتا ہے۔ اور اور نئی نئی معلومات اور تجربات سے ذہن میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ در اصل ہم لکھنے پڑھنے کے ذریعہ تو علم حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن عملی زندگی سے علم حاصل کرنے کی ہمیں عادت نہیں ہے۔ حالانکہ جماعت کے کمرے اور کتابوں تک ہی علم کو محدود سمجھنا درست نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ باغبانی زراعت اور اسی قسم کے دوسرے مشاغل میں حصہ لے کر قوانین قدرت کی کارفرمائی پر غور اور تدبر کرنے سے بھی ذہن کی نشوونما میں بہت مدد ملتی ہے۔

باہمی تعاون کا جذبہ اور اس کی بنیاد

کھیلوں اور دوسری جسمانی ورزشوں کا ذکر کرتے ہوئے جن میں طلبہ اکثر حصہ لیتے ہیں آپ نے باہمی تعاون کے جذبے پر خاص زور دیا اور فرمایا۔ یہ تعاون قرآن مجید کی تعلیم تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان کے عین مطابق ہونا چاہیئے۔ تعاون کی بنیاد نیک باتوں پر ہو ایسی باتوں پر نہ ہو جن سے نقصان، شرارت یا قانون شکنی کا پہلو نکل سکتا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام ہماری زندگی میں کسی الگ چیز کا نام نہیں ہے۔ اگر زندگی اسلام کے رنگ میں رنگین ہو تو پھر زندگی اور اسلام ہم معانی الفاظ بن جائیں گے۔ پس ضروری ہے۔ کہ زندگی اس حد تک اسلام کے مطابق ہو کہ دونوں میں کوئی فرق باقی نہ رہے۔

شہری اور دیہاتی زندگی کی تفریق

اسی طرح آپ نے طلبہ کو تفاخر سے بچنے، کسی حال میں بھی غلط بات کی تائید نہ کرنے۔ کمزور اور مظلوم کی حمایت کرنے اور ہمیشہ حق کا ساتھ دینے کی تلقین فرمائی نیز فرمایا۔ آپ لوگوں کا ایک یہ بھی فرض ہے کہ آپ شہری اور دیہاتی زندگی کی موجودہ تفریق کو کم کر کے انہیں ایک دوسرے کے قریب لانے کی کوشش کریں۔ غیر ملکی اقتدار کے زمانے میں شہری زندگی کو غیر معمولی اہمیت مل جانے کی وجہ سے ہمارے ملک میں دیہاتی زندگی بہت حد تک پسماندگی کی حالت میں چلی آرہی ہے۔ اگرچہ اب یہ حالت رفتہ رفتہ دور ہو رہی ہے تاہم ابھی دونوں زندگیوں میں بہت تفاوت پایا جاتا ہے۔ آپ لوگوں کے لئے جو ایک دیہی علاقے کی درسگاہ میں تعلیم پا رہے ہیں۔ ضروری ہے کہ آپ پڑھ لکھ کر دوسرے تعلیمیافتہ طبقہ کی طرح محض شہری نہ بن جائیں۔ بلکہ آپ دونوں زندگیوں کو باہم ملانے والے ثابت ہوں تا کہ دیہات کی غفلت دور ہو۔ آپ لوگوں کا فرض ہے۔ کہ آپ لوگ اکثر دیہات میں جا کر ان لوگوں کے ساتھ گھلیں ملیں اور انہیں غفلت سے نکالنے کی کوشش کریں۔ ہمارے ملک میں آبادی کی اکثریت دیہات ہی میں رہتی ہے۔ اس لئے بنی نوع انسان کی خدمت کے اعلےٰ مقصد کے اعتبار سے بھی آپ کا فرض ہے کہ ان لوگوں کو تعلیمی اور تمدنی لحاظ سے اٹھائیں تا شہری اور دیہاتی زندگی میں عرصہ دراز سے جو مصنوعی تفریق چلی آرہی ہے وہ کم ہو اور متمدن ملکوں کی طرح ایک متوازن معاشرہ ابھر سکے۔

آخر میں آپ نے طلبہ کو یہ امر اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی تلقین فرمائی کہ اس وقت اپنے آپ کو جو کچھ بنانے کی تم بنیاد رکھو گے آگے چل کر تم وہی بنو گے۔ پس یہی وقت ہے کہ جب تم اپنے مستقبل کو درخشندہ بنا کر اپنے والدین کی ان قربانیوں کا حق ادا کر سکتے ہو جو تمہیں تعلیم دلوانے میں وہ کر رہے ہیں۔

اسلام کے متعلق غیر مسلم دانشوروں کے خیالات

از مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل ہائی کورٹ یادگیر

(۱)

امسال جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل نے مندرجہ بالا عنوان پر جو تقریر فرمائی۔ اس کے بارہ میں مختصر رپورٹ اُس وقت شائع کی جا چکی ہے۔ چونکہ آپ کی تقریر بہت سے مفید حوالہ جات پر مشتمل تھی۔ اس لئے ذیل میں ان قیمتی حوالہ جات کو ترتیب وار نقل کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ ان کی یکجائی اشاعت افادی پہلو کے پیش نظر مفید رہے گی۔ (ایڈیٹر)

۱۔ اطالوی مستشرقہ پروفیسر وگلیری

اپنی کتاب این انٹرپٹیشن آف اسلام میں فرماتی ہیں:۔

آغاز اسلام "تہذیب و تمدن کی شاہ راہوں سے دور بیابان میں ایک جاہل قوم بستی تھی۔ جس کے اندر خالص اور شفاف پانی کا ایک چشمہ نمودار ہوا۔ جس کا نام اسلام ہے۔ یہ پانی اتنا کثیر المقدار تھا کہ چشمے سے جھیل اور جھیل سے دریا بن گیا۔ اور آخر اُچھل کر یہ سیلاب ہزاروں ندیوں میں بٹ گیا اور سارے ملک کو سیراب کر گیا۔ جہاں جہاں یہ آب لطف پہنچا اس نے لوگوں کے باہمی جھگڑوں اور اختلافوں کو مٹا دیا اور اتفاق و اتحاد کو قائم کر دیا۔ قبیلوں کی باہمی خونریزی ایک عام دستور تھا۔ جس کی وجہ سے ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کے مقابلہ میں متحد ہو جاتا تھا۔ اسلام آیا۔ اور اس نے ان خون خرابوں کو مٹا کر دلوں کے اندر اپنی تاثیر پھونک دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب۔ اخلاق اور مقاصد میں یک رنگی پیدا ہو گئی۔ باہمی اخوت کے جذبات موجزن ہونے لگے۔ اسلامی چشمہ ایک ناقابلِ مزاحمت دریا بن گیا۔ اور اس کے خالص اور پُرزور دھارے نے زبردست سلطنتوں کو گھیر لیا۔ جو نئی یا پرانی تہذیب کی حامل تھیں۔ اور پیشتر اس کے کہ اُن سلطنتوں کے باشندے اس انقلاب کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔ اسلام سیلاب کی طرح اُن پر اُمڈ آیا۔ اور ملکوں کے ملک اس کے سامنے پیوندِ خاک ہوتے چلے گئے۔ اور حدود و قیود کی دیواریں گرتی چلی گئیں۔ یہ وہ شور تھا جس نے سوتوں کو جگا دیا۔ یہ وہ روح تھی۔ جس نے پراگندہ اقوام کو بالآخر وحدت کی لڑی میں پرو دیا۔

تاریخ عالم میں ایسا انقلاب کبھی نہ آیا تھا۔ جس سرعت سے اسلامی فتوحات عمل میں آئیں اور جتنی جلدی چند مخلص اشخاص کے مذہب نے لاکھوں انسانوں کے دلوں میں گھر کر لیا۔ اس سرعت کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ انسانی دماغ کے لئے یہ بات اب بھی ایک معمہ ہے۔ کہ آخر وہ کونسی مخفی طاقت تھی۔ جس کی بدولت چند نا آزمودہ کار لوگوں نے اُن قوموں کو مغلوب کر لیا۔ جو تہذیب۔ دولت۔ تجربے اور فنونِ جنگ میں اُن سے بدرجہا افضل تھیں۔ عجیب تر یہ کہ ان لوگوں نے نہ صرف وسیع علاقوں پر قبضہ حاصل کیا۔ بلکہ انہوں نے اپنے مقبوضات کو اس قدر منظم اور مضبوط کر دیا۔ کہ سینکڑوں سالوں کی جنگیں انہیں اپنی جگہ سے ہلا نہ سکیں۔ انہوں نے اپنے سالکوں کے دلوں میں اپنے نصب العین کے حصول کے لئے ایک ایسا حیرت انگیز ولولہ اور مستقل تڑپ پیدا کر دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار سال بعد تک بھی کوئی دوسرا مذہب اس ولولے اور تڑپ کا ہمسر نہ ہو سکا"۔

پھر وہ لکھتی ہیں:۔

اسلامی تعلیم سہل ہے:۔ "اسلام بہت آسان مذہب ہے۔ اور اس کے اصول نہایت سادہ اور صاف و شفاف ہیں۔

یہ مزید وجہ تھی جس کی بدولت اسلام اپنی ابتدائی فتوحات کے زمانہ میں بھی سرعت سے پھیل گیا۔ اور ایسے لوگوں میں پھیل گیا۔ جو ایک روحانی انتشار میں مبتلا تھے۔ اور اپنے مذہب کے بعض اصولوں پر انہیں یقین نہیں رہا تھا۔ اسی وجہ سے اسلام ایشیا اور افریقہ کی غیر مہذب اقوام میں بھی مسلسل پھیل رہا ہے۔ کیونکہ لمبی تشریحوں اور پیچیدہ وعظوں کے بغیر ہی اسلام دلوں میں گھر کر لیتا ہے

ایک غلط اصول کی تردید:۔ بعض معترضین الزام دیتے ہیں۔ کہ اسلام کا اخلاقی نظام انسان کے لئے خطرناک ہے۔ کیونکہ اس نظام کی روح رواں یہ اصول ہے کہ اپنی مرضی چھوڑ کر خدا کے آگے مکمل تسلیم و رضا کی جائے۔ اور لفظِ اسلام میں بھی یہی مفہوم پایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جو شخص اپنی آزاد مرضی کو چھوڑ دے اور ہمہ تن اس قادر مطلق کا محتاج ہو جائے۔ اور بکلی اس کے ہاتھوں میں چلا جائے۔ تو ایسے شخص کے لئے نیکی کے محرکات اس شخص سے کمتر ہوں گے۔ جو یہ سمجھے کہ میں خدا کے سامنے کھڑا ہوں لیکن اپنی مرضی کا مالک ہوں

تہذیب اخلاق کے لحاظ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں میں جو نور پایا جاتا ہے اس کا بیان تو ہم بعد میں کریں گے۔ لیکن سردست گولڈ زیہر نامی ایک یورپین عالم کے الفاظ میں ہم مذکورہ الزام کا جواب دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ

"ایک مسلمان کو اس بات کا شدید احساس ہے کہ وہ ایسے الٰہی قوانین کا تابع ہے۔ جو کبھی نہیں بدلتے۔ اور اس کا ایمان ہے کہ خدا غیر محدود ہے تو کیا یہ امور اُسے روک سکتے ہیں کہ ایمان نیکی اور اعمال صالحہ کے ذریعہ سے خدا کا قرب حاصل کرے۔ اور اس کی رحمت میں داخل ہو جائے۔ کیا مذہب کے اندر فلسفیانہ منصوبہ سازیاں کام دے سکتی ہیں۔ کیا اس شخص کے اخلاص میں کوئی کمی آ سکتی ہے۔ جو خدا کا سچا پرستار اور اپنی کمزوری اور نفس کے جوشوں سے باخبر ہے اور عاجزی کے ساتھ اپنی روح کو اس ہستی کے آگے ڈال دیتا ہے۔ جو قدیر ہے۔ اور ہر ایک طاقت اور کمال اسی کے ہاتھ میں ہے"۔

اسلام گاندھی جی مہاراج کی نظر میں

گاندھی جی مہاراج دنیا کے اُن مشاہیر میں سے تھے۔ جنہوں نے کہ دنیا کے جملہ مذاہب کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اسلام کے متعلق گاندھی جی مہاراج نے جو رائے قائم کی تھی۔ وہ تاریخ اسلام کے گہرے مطالعہ پر مبنی تھی۔ اور اس لئے وہ اسلام کی اعلیٰ اخلاقی اور مجلسی تعلیمات سے بھی متاثر تھے۔ دوسری عالمگیر جنگ کے دوران میں جب یورپ کی سرزمین ہولناک تباہیوں کا میدان بنی ہوئی تھی۔ اور فاتح اور مفتوح دونوں فریق بستیوں اور کارآمد چیزوں کو تباہ کرنے میں مصروف تھے اور پسپا ہونے والی فوجیں خود اپنی کارآمد چیزوں کو صرف اس لئے تباہ کر دیا کرتی تھیں کہ دشمن اُن سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکے تو گاندھی جی سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ وہ اس حکمت عملی کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔ گاندھی جی نے اس کا جو جواب دیا وہ یہ تھا۔

"میں نے اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے مسلمانوں کو بھی جنگ کی منزلوں سے گذرنا پڑا تھا۔ لیکن انہوں نے کسی آبادی کو تباہ نہیں کیا تھا۔ وہ فصلوں کو تباہ نہیں کرتے تھے۔ درختوں کو نہیں کاٹتے تھے۔ اور ضرورت کے بغیر حیوانات کو ذبح نہ کرتے تھے۔ پھر اسی قدر نہیں بلکہ وہ عورتوں بوڑھوں بچوں اور اُن لوگوں پر ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے جو لڑائی میں حصہ نہیں لیتے تھے اور مذہبی مقتداؤں نیز عبادت گاہوں کو لڑائی کے اثرات اور نتائج سے بالکل علیحدہ رکھا جاتا تھا اس لئے میں جنگ کے اس طریقہ کو پسند نہیں کرتا جس کے ماتحت انسان کو تباہی اور بربادی کا شکار بنایا جاتا ہے۔ (دین و دنیا اکتوبر ۱۹۵۷ء)

ب۔ ایک دوسرے موقعہ پر جبکہ گاندھی جی جنوبی افریقہ میں رہتے تھے۔ اور وہاں انہوں نے ایک مدرسہ قائم کیا تھا اُس کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

"میں اسلام کی اعلیٰ تعلیمات کے پیش نظر مسلمان بچوں کو یہ شوق دلاتا رہتا تھا کہ وہ اپنے مذہبی فرائض ادا کرتے رہیں اور اس معاملہ میں ان کی ہر طرح مدد کرتا تھا خصوصاً نماز کے معاملہ میں میری بڑی تاکید تھی۔ میں رمضان میں مسلمان بچوں سے روزے رکھوایا کرتا تھا اور بعض اوقات خود بھی صبح سے شام تک برت رکھتا تھا"۔

گاندھی جی کا خیال تھا کہ اسلام کی عبادت اور ریاضت کے طریقے انسان کی زندگی کے نظم۔ ضبط۔ پابندیٔ وقت اور خود اعتمادی پیدا کرنے کے علاوہ انسانوں کے درمیان یگانگت اور مساوات کا جذبہ بھی پیدا کرتے ہیں۔ اور حج کا فریضہ انہیں عالمگیر انسانی برادری کے قیام کی دعوت دیتا ہے۔

مختصر یہ کہ اسلام نے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے متعلق مسلمانوں کو جو اعلیٰ تعلیمات دی ہیں گاندھی جی اُنہیں نہ صرف خود ہی بیحد پسند کرتے تھے۔ بلکہ وہ مسلمانوں کو بھی اُنہیں مدنظر رکھنے اور اُن پر عمل کرنے کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ اور اسلامی تعلیمات کو بنی نوع انسان کی ترقی اور خوش حالی کا وسیلہ سمجھتے تھے۔ (رسالہ دین و دنیا دہلی اکتوبر ۱۹۵۷ء)

ایک دوسری جگہ فرمایا:۔

"اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ فطرتِ انسانی کے مطابق ہے"۔ (کتاب الاسلام صفحہ ۲۴۳)

ایک اور جگہ فرمایا:۔

"مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کر لینے میں ذرہ برابر تامل نہیں ہے"۔ (پیام صفحہ ۸۰)

گاندھی جی ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"میں اس بات کا دعوےٰ کرتا ہوں کہ میں نے ایک بے غرض طالب علم کی طرح پیغمبر اسلام کی زندگی کا اور قرآن کا مطالعہ کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ قرآن کی تعلیمات کے اصلی اجزاء عدم تشدد کے موافق ہیں"۔

(مذہب و دھرم اسلام اور غیر مسلم صفحہ ۵۵)

رابندرناتھ ٹیگور

فرماتے ہیں:۔

"وہ وقت دور نہیں جبکہ قرآن اپنی ناقابل انکار صداقت اور روحانیت کے ذریعہ سے سب مذاہب کو اپنے اندر جذب کر لیگا۔"

سروجنی نائیڈو بلبل ہند سابق گورنر یوپی

"دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب کم و بیش ایثار کی تعلیم دیتے ہیں۔ مگر اسلام اس بارہ میں سب سے آگے ہے۔ بنی نوع انسان کی خدمت تعلیم اسلام کا سرمایۂ ناز ہے۔"

(سروجنی نائیڈو پیام امن صفحہ ۵۴)

مسٹر ایم۔ این رائے انقلابی لیڈر

فرماتے ہیں۔

"اسلام کی اشاعت دنیا کا ایک عجیب و غریب معجزہ ہے جس کا کوئی اور معجزہ تاب مقابلہ نہیں لاسکتا۔"

(اسلام کا تاریخی کارنامہ از ایم۔ این رائے)

لالہ لاجپت رائے شیر پنجاب

فرماتے ہیں:۔

"میں مذہب اسلام سے محبت کرتا ہوں اور اسلامی پیغمبر کو دنیا کے بڑے بڑے مہا پرشوں میں سمجھتا ہوں۔"

(شہادۃ الاقوام صفحہ ۳۸)

مسٹر بپن چندر پال بنگال کے مشہور اہل قلم

فرماتے ہیں:۔

"اسلام نے بھائی چارہ اور برادرانہ روابط پر جس قدر زور دیا ہے اور جس شدومد سے اس پر عمل پیرا ہوا اُس کی مثال دنیا کا کوئی مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے۔"

(مسٹر بپن چندر پال بنگالی کا مشہور اہل قلم اسلام صفحہ ۵۷)

مسٹر رابرٹس اپنی تاریخ پارس پنجم میں لکھتے ہیں:۔

"وہ مسلمان ہی تھے جن میں اشاعت مذہب کے جوش کے ساتھ رواداری ملی ہوئی تھی۔ ایک طرف تو وہ پیغمبر کے دین کو پھیلاتے تھے دوسری طرف اُن اشخاص کو جو اُسے قبول نہیں کرتے اپنے اصل ادیان پر قائم رہنے دیتے تھے۔"

(اسلام اور غیر مسلم صفحہ ۵۱)

ایک مسیحی مورخ لکھتا ہے:۔

"اسلام کا عظیم الشان عروج تلوار کے ذریعہ نہیں ہوا بلکہ اسکی رواداری اور مساوات کی بدولت ہوا۔ قریب قریب ہر موقع پر جب عربوں نے کوئی سلطنت فتح کی تو تاریخ اس کا ثبوت دیتی ہے کہ ان کی فتح غریب مفتوح عوام میں ان کے اصولوں کی ہر دلعزیزی کے باعث ہوئی۔"

اسلام اور غیر مسلم صفحہ ۵۳

(سلطنت برطانیہ کی تاریخ از فیلے)

ایک کہنہ مشق ادیب و اہل قلم مسٹر جیمس اے مشنر (James A Michener) نے لنڈن کے ایک معروف نامور سنجیدہ ماہنامہ ریڈرز ڈائیجسٹ (Readers Digest) بابت جون ۱۹۵۵ء ایک مضمون "اسلام" کے عنوان سے لکھتا ہے:۔ "تاریخ میں کوئی دوسرا مذہب اس تیزی سے نہیں پھیلا ہے۔ جیسا کہ اسلام۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات تک وہ عرب کے بیشتر حصوں پر غالب آچکا تھا۔ جلد ہی اس نے شام۔ ایران مصر۔ موجودہ روس کے حصہ زیریں اور شمالی افریقہ کو اسپین کے پھاٹک تک مسخر کر دیا۔ اور دوسری صدی میں تو اس کی رفتار اس سے بھی بڑھ کر حیرت انگیز رہی۔ مغرب کا خیال عموماً یہ رہا ہے۔ کہ مذہب کی یہ تحریک تلوار کی شرمندہ احسان ہے۔ لیکن اب کسی جدید محقق کا یہ خیال نہیں اور قرآن تو آزادی ضمیر کا صاف اعلان کر رہا ہے۔ اس امر کی قوی شہادت موجود ہے کہ اسلام نے مختلف مذاہب والوں کو خوش آمدید کہا ہے بشرطیکہ وہ اپنا رویہ ٹھیک رکھیں اور ایک زائد ٹیکس دیتے رہیں۔" (ترجمہ از صدق اسلام اور غیر مسلم صفحہ ۵۲)

. . . .

. . . .

. . . .

(صدق جدید لکھنؤ منقول از صحیفہ آصفیہ دکن ۱۷ر اکتوبر ۱۹۵۶ء)

ایک عظیم الشان مذہب

ہمارے پرائم منسٹر پنڈت جواہر لال نہرو کی تقریر سرزمین عرب میں:۔

"یہ وہ مقام ہے جہاں سے امن اور بھائی چارہ کا پیغام ساری دنیا میں پہونچا۔ وہ مذہب جس کی آواز یہاں سے بلند ہوئی اور جو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچا وہ ہندوستان میں ابتداء ہی میں آگیا اور ہندوستان کی ایک معقول تعداد نے اسے تبدیل بھی کر لیا ہم اس کو ہندوستان کا ایک عظیم الشان مذہب سمجھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔"

شری سرتی سی سوامی آیئر مدراس

فرماتے ہیں:۔

"پیغمبر اسلام ایک باعمل انسان اور بہت بڑے شہری تھے ان کی سچائی کی پیاس کو سوائے وحی الٰہی کے اور کوئی چیز نہ بجھا سکی۔ انہوں نے اپنی تمام کی تمام زندگی میں مہمل فلسفہ کی تعلیم کبھی نہ دی بلکہ مصیبت اور دکھوں میں سینہ سپر رہنے کا اصول ان کی زندگی کا جزو بنا دیا۔ محمدؐ نے ہمیشہ ٹالرینش رواداری کی تعلیم و تلقین کی ہے۔ وہ ہمیشہ عالمگیر اتحاد کے حامی رہے۔"

(رہنمائے دکن ۱۷ر اکتوبر ۱۹۵۶ء)

سر ولیم میور — ایک انگریز مستشرق لکھتا ہے:۔

"یہ امر حضرت محمدؐ کی صداقت کا بڑے زور سے مؤید ہے کہ جن لوگوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ راستباز لوگ تھے۔ بلکہ آپ کے محرم راز دوست یا آپ کے خاندان کے لوگ تھے جو آپ کی پرائیویٹ زندگی سے کامل آگاہی رکھتے تھے وہ اس اختلاف سے بے خبر نہ تھے جو ایک مفتری کی اندرونی و بیرونی حالت میں لازمی طور سے ہوتا ہے۔ بیشک میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ آپ کے مذہب اسلام میں پرہیزگاری۔ خدا ترسی ایسی کامل درجہ پر ہے جو دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں پائی جاتی اور میں یہ بھی مانتا ہوں کہ اخلاق انسانی کی ترقی کا باعث صرف اسلام ہی ہوا ہے۔"

کتب مقدسہ سماویہ میں انبیائے بنی اسرائیل میں سے کوئی نبی بھی بجز ایک یعنی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایسا عالی مرتبہ و جلیل الشان معلوم نہیں ہوتا

(لائف آف محمدؐ سر ولیم میور)

(رہنمائے دکن ۱۷ر اکتوبر ۱۹۵۶ء)

"کوئی شک نہیں کہ حضرت محمدؐ بڑے پکے راستباز اور سچے ریفارمر تھے۔"

(ڈاکٹر اے فری مین)

شری لالہ بشن داس صاحب فرماتے ہیں:۔

"تقریباً سارا یورپ کل امریکہ اور آسٹریلیا حضرت عیسیٰ کا پیرو کار ہے۔ چین۔ جاپان۔ سیام اور تاتار مہاتما بدھ کا دم بھرتا ہے مگر جس عزت و توقیر تعظیم و تکریم صدق و ارادت اور محبت کے ساتھ خاتم الانبیاء کا نام لیا جاتا ہے۔ کسی دیگر پیر پیغمبر ولی گورو رشی اور نبی کا ہرگز نہیں لیا جاتا جو اخوت پیغمبر اسلام نے قائم کی ہے کوئی نہیں کر سکا۔ جس مضبوط چٹان پر مذہب اسلام کی بنیاد حضرت محمدؐ نے رکھی ہے وہ مقام کسی کو ملا ہے نہ ملے گا۔ یہ ساری باتیں اس امر کا یقینی ثبوت ہیں کہ حضرت محمدؐ صاحب غیر معمولی طاقت والے اور انسان کی اصلاح کے لئے خدا کے فرستادہ ہیں۔"

(لالہ بشن داس)

اسلام نے مجموعی طور پر ہمیشہ ہر ایسے اختلاف کی مذمت کی ہے جس کی بنیاد نسل قوم یا وطن پر ہو۔ اس نے ہمیشہ ہی نسلی تعصبات کی جڑوں پر کاری ضرب لگائی ہے۔ جس کا اکثر مغربی مستشرقین اور مورخین نے اعتراف کیا ہے اور اس کا مقابلہ یورپ کے تعصبات سے کیا ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو

سی۔ ایس ہرگونجی اپنی مشہور تصنیف "اسلام اینڈ مسئلہ نسل آج کی مسلم دنیا میں" (جسے آرنولڈ نے ترتیب دیا ہے) لکھتے ہیں کہ:۔

"عملی طور پر نسل اور رنگ کا امتیاز اونچے سے اونچا عہدہ حاصل کرنے کے لئے لوگوں کی راہ میں کبھی حائل نہیں ہوا۔۔۔۔۔ اسلام نے تمام نسلوں کو موقع دیا ہے اور ان میں سے سب ہی نے اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے اس موقع سے فائدہ اُٹھایا۔" (پیام مشرق دہلی)

(منقول از اسلام تلوار سے نہیں پھیلا صفحہ ۳۷، ۳۸)

"اسلام یہ ہے کہ ہم تمام حکومتیں صرف اللہ کو سونپ دیں اسی پر اعتقاد رکھیں اور اُسی سے سکون حاصل کریں اگر یہ اسلام ہے تو ہم سب بلاشبہ مسلمان ہیں۔"

(گوئٹے مشہور جرمن فلسفی اسلام کا تاریخی کارنامہ)

اسلام کے ثناخواں

(اسلام تلوار سے نہیں پھیلا صفحہ ۴۶، ۴۷)

"دنیا میں جب کبھی اعتدال قائم ہوگا تو اس کی صورت سوائے اسلام کے اور کوئی نہیں ہوگی کیونکہ اسلام کا نظام نوع انسانی کی بقا کیلئے ایک ضمانت ہے۔" (لیفین روس کا پہلا ڈکٹیٹر)

(کتاب الاسلام صفحہ ۴۹)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدیؓ کا ذکر خیر

از مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس سی۔ ایل ایل بی حیدر آباد دکن

۱۹۲۲ء کے بعد جب میں نے حیدر آباد کے کالج میں بی۔ ایس سی کے لئے شرکت کی تھی میں یونیورسٹی ہوسٹل میں رہتا تھا۔ جہاں سے نماز جمعہ کے لئے سکندر آباد پہنچتا اس لئے کہ حضرت ممدوح وہاں اس زمانہ میں نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ ایل ایل۔ بی کے ابتدائی سال میں نے حیدر آباد سول سروس کے امتحان مقابلہ میں شرکت کرنی تھی ہوسٹل کی ہماہمی سے علیحدہ کسی ایسے مقام کی تلاش تھی۔ جہاں سکون سے مطالعہ کی صورت ہو۔ میں نے ممدوح سے مشورہ کیا تو ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ میرا مکان اتنا وسیع ہے جس میں میں تنہا ہی رہتا ہوں تم یہیں آ جاؤ۔ اس شفقت کے نتیجہ میں مجھے آپ کے زیر سایہ زائد از ایک ماہ ٹھیرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ امتحان مقابلہ کے بعد پھر میں ہوسٹل واپس چلا گیا۔ اور جب میں ایل ایل۔ بی کے آخری سال میں تعلیم پا رہا تھا اس وقت ممدوح نے ایک جمعہ کی نماز کے بعد ٹھیرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اور علیحدگی میں چند نصیحتیں فرمائیں۔ جن کے منجملہ ایک یہ تھی کہ اس سال انشاء اللہ تعالیٰ تم تعلیم سے فراغت حاصل کر لو گے میرے ذہن میں تمہارے لئے ایک رشتہ ہے وہاں اگر تمہاری شادی ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس خاندان میں احمدیت پختہ رہے گی۔ اگر تم وکالت کرنا چاہو تو تمہارے لئے سہولت بھی ہوگی۔ فرمانے لگے کہ حافظ عبد العلی صاحب (مرحوم) ایڈوکیٹ خود تو بہت نیک انسان ہیں اور انہوں نے اپنے دو لڑکوں کو تعلیم و تربیت کے لئے قادیان بھیجا تھا۔ لیکن ان کے خاندان میں میں احمدیت کی وہ روح محسوس نہیں کرتا جو ہونی چاہیئے۔ اگر تم نے وہاں رشتہ کر لیا تو احمدیت کے لحاظ سے مناسب ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ اس امتحان کے بعد کچھ کہہ سکوں گا۔ میں نے اپنے والد محترم کو حضرت ممدوح کا ارشاد لکھ بھیجا۔ موصوف نے فرمایا کہ اس معاملہ کو میں تمہاری مرضی پر چھوڑتا ہوں۔ گویا میرے لئے میدان صاف تھا۔ میں نے اس مسئلہ پر غور کرنا قبل از وقت سمجھا۔ البتہ امتحان کے بعد حضرت ممدوح ہی کے توسط سے یہ رشتہ طے ہو گیا۔ اور خطبہ نکاح ممدوح نے خود ہی پڑھا۔

میری پہلی لڑکی جب ۴ سال کی ہوئی تو ممدوح ہی نے اس کی بسم اللہ پڑھائی۔ اور قبل اس کے کہ ہم کچھ نذرانہ پیش کرتے ممدوح نے خود ہی اس بچی کے ہاتھ میں دس روپے رکھ دیئے اس کو ہمیشہ اپنی بچی کہا کرتے اور بڑی شفقت فرماتے۔ جماعت احمدیہ حیدر آباد کے لئے آپ کا وجود ایک ایسی نعمت تھی۔ کہ ہر فرد جماعت اپنے آڑے وقت میں دعا کے لئے حاضر ہو سکتا تھا۔ بہر حال فدوی کو اللہ تعالیٰ نے ان کے بہت زیادہ مواقع عطا فرمائے۔ تصنیفات پر بیشتر وقت دینے لگے۔ تو ممدوح کو کاپی دیکھنے اور پروف ریڈنگ وغیرہ دیکھنے کا موں کے لئے ایک مددگار کی ضرورت درپیش تھی۔ ایک دفعہ اس بارے میں فرمانے لگے کہ دیکھو وہ اب فارغ ہیں۔ یہ دینی کام ہے جس کے لئے وہ وقت دے سکتے ہیں۔ اور میں نے معاوضہ دینے کی بھی پیشکش کی ہے۔ لیکن وہ اس کام کے لئے تیار نہیں۔ تمہارے لئے اپنی دفتری مصروفیات کے باعث وقت نکالنا مشکل ہوگا ورنہ میں تم سے یہ کام لیتا۔ میں نے عرض کیا کہ میں کسی معاوضہ کے بغیر ہی اس کام کو انجام دوں گا اور وقت نکالنے کی کوشش کروں گا۔ اس پر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ مجھے تم سے یہی امید تھی۔ لیکن تم پر یہ بوجھ ہوگا۔ کہ راتوں میں کاپی ریڈنگ اور پروف ریڈنگ کرو اور دن میں دفتری کام انجام دو۔ میں نے عرض کیا کہ کسی شخص کے انتخاب ہونے تک میں اس کام کو اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ ابتداء میں تو مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل ذبیح یادگیر ہاتھ بٹاتے رہے۔ لیکن بعد میں یہ کام کلیتہً میرے ہی ذمہ آ گیا۔ ممدوح سکندر آباد میں رہتے تھے اور عاجز ممدوح سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر حیدر آباد میں۔ میری مصروفیت کے پیش نظر ممدوح خود ہی غریب خانہ پر تشریف لایا کرتے۔ البتہ چھٹیوں میں ملاقات مقصود ہو تو محمد جعفر صاحب کاتب کے ذریعہ جنہوں نے ممدوح کی بیشتر کتابوں کی کتابت کی ہے پیام بھیجدیتے۔ اکثر مرتبہ خود ہی تشریف لایا کرتے۔ شاذ و نادر صورتوں میں سکندر آباد حاضر ہونے کے لئے ارشاد فرماتے۔ علالت کی صورت میں محمد جعفر صاحب سے صرف یہ فرماتے کہ عبد اللہ کو میری علالت کی اطلاع کر دو۔ اور بعض دفعہ ارشاد فرماتے کہ ان سے کہہ دو کہ میں علیل ہوں وہ میرے پاس آ جائیں۔ میں جب پہنچ جاتا تو کافی دیر تک مختلف باتیں ہوا کرتیں۔ میری لڑکی امۃ الرشید سلمہا کا رشتہ ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب اوریئوی کے صاحبزادے مسعود داؤد احمد سلمہ سے موصوف ہی نے طے فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے اچھا ہی کے رشتہ کا انتظام کیا ہے تمہیں یقیناً پسند ہوگا۔ اس لئے کہ لڑکے کے دادا نانا دونوں صحابی ہیں۔ اور میں اس خاندان سے بہت قریب سے واقف ہوں کہ اس کے افراد بہت ہی نیک مخلص اور متقی ہیں۔ مختصر یہ کہ جہاں میرا نکاح ممدوح کے ہاتھوں تکمیل پایا تھا وہاں میری پہلی لڑکی کے نکاح کی تکمیل بھی ممدوح ہی کی رہین منت ہے۔ اس طرح ہم پر افراد خاندان کی طرح شفقت رہی۔

سال ۱۹۵۱ء کے جلسہ سالانہ پر ذکر حبیب کے عنوان پر ممدوح کی تقریر تھی۔ جلسہ پر تشریف لے جانے کا امکان نہ تھا اس لئے مضمون لکھوا کر قادیان بھجوا دیا۔ اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے صاحبزادہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کو لکھ دیا ہے کہ تم سے یہ مضمون پڑھوایا جائے۔ تم خود بھی قادیان پہنچنے کے بعد یہ بات یاد دلاؤ کہ میں نے اسی طرح لکھا تھا اور میری یہ خواہش ہے۔ چنانچہ اس کی سعادت نصیب ہوئی۔ دوسرے سال جلسہ پر میرا جانا ممکن نہ تھا۔ ممدوح کو جب کہدیا گیا تو اپنی مجبوری کا اظہار کیا اور ساتھ ہی عرض کیا کہ مکرم سیٹھ معین الدین صاحب آپ کی تصنیفات کے سلسلہ میں مالی تعاون فرماتے ہیں۔ انہیں اگر آپ کا مضمون پڑھنے کا موقع دیا جائے تو مناسب رہے گا۔ فرمانے لگے بات تو ٹھیک ہے وہ میرے پاس آ جائیں اور مضمون پڑھ لیں۔ میں تحریک کر دوں گا کہ ان سے مضمون پڑھوایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بعد کے سال میرے اس معروضہ کو بہت ہی پسند فرمایا۔ کہ مکرم سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ کی دینی خدمات کے پیش نظر انہیں جلسہ کی صدارت کا موقع بھی دیا جائے تو اس روحانی اعزاز سے بڑی حوصلہ افزائی ہوگی۔ چنانچہ جنہ تحریک فرمائی اور اس جلسہ سے انہیں صدارت کے مواقع ملنے شروع ہوئے۔

حیدر آباد کے جلسہ ہائے سالانہ کے مواقع پر مبلغین سلسلہ کے ساتھ ہم طعامی کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ بعد طعام محترم مولانا محمد سلیم صاحب و محترم مولوی بشیر احمد صاحب و دیگر مبلغین نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی مختلف باتیں اور واقعات بیان فرمانے شروع کر دیئے۔ اسی طرح ممدوح کافی وقت تک تشریف فرما رہے۔ فرمانے لگے کہ میں اپنی طبیعت و صحت کے پیش نظر خود تو کہیں بہت کم جاتا ہوں اور جماعت احمدیہ حیدر آباد کے افراد میں سے دو ایک ہی کے ہاں جاتا ہوں لیکن عبد اللہ کے ہاں تو ضرور آ جاتا ہوں۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

اپنی علالت کے موقعوں پر ضرور یاد فرماتے۔ کبھی کسی کے ذریعہ پیام بھیجتے مثلاً محمد جعفر صاحب کاتب۔ مکرم مسیح الدین الہ دین صاحب و مکرم سیٹھ یوسف الہ دین صاحب وغیرہم یا پھر کبھی ایک کارڈ لکھ دیتے جس میں صرف یہ درج ہوتا کہ میں بیمار ہوں فوراً آ جاؤ یا یہ کہ کچھ مشورہ کرنا ہے جلد آؤ۔ چنانچہ ایک کارڈ کی پوری عبارت حسب ذیل ہے:۔

"عزیز مکرم عبد اللہ بی ایس سی السلام علیکم اس کارڈ کے پہنچنے پر فوراً میرے پاس آ جیئے۔ ضروری مشورہ ہے اور اہم ہے (دستخط) عرفانی"

مجھ پر اتنی شفقت و عنایت تھی کہ پچھلی ملاقات کے بعد جتنی اہم باتیں اس بعد کی ملاقات کے وقفہ میں پیش آتیں کم و بیش ساری بیان فرما دیتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفقت کا تذکرہ فرماتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے آخری چند سالوں میں تو یہ حالت تھی کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا ذکر فرماتے وقت رقت طاری ہو جاتی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بڑا ادب اور احترام ملحوظ خاطر رہتا۔ ایک دفعہ بہت ہی حیرت سے فرمانے لگے کہ اس عبد المنان کو کیا ہو گیا ہے اگر میں وہاں ہوتا تو اس کو پکڑ کر حضور کے قدموں میں لے جاتا۔ اور اس سے کہتا کہ ایسی گستاخیوں اور بدتمیزیوں سے باز آ جا اور قدموں میں گر کر معافی مانگ لے۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سے خاص انس رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ خط و کتابت کا سلسلہ رہا کرتا۔ شدید علالت اور کمزوری کی حالت میں بھی کافی دیر تک گفتگو فرمایا کرتے جب میں یہ عرض کرتا کہ ڈاکٹر نے زیادہ باتیں نہ کرنے کا مشورہ دیا ہے تو فرماتے کہ مجھے اسی سے سکون ہوتا ہے اور بیماری کا فور ہو جاتی ہے۔ کچھ دیر کی گفتگو کے بعد فرماتے کہ میں اب خود کو بالکل صحت مند محسوس کرتا ہوں۔ شدید علالت میں بھی جب سلسلہ عالیہ کا کوئی ذکر ہوتا تو ساری بیماری بھول جاتے اور اس جوش کے ساتھ گفتگو فرماتے کہ ایک اجنبی شخص یہ محسوس بھی نہ کر سکتا کہ ممدوح علیل ہیں۔ جماعت احمدیہ سکندر آباد سے محترم سیٹھ عبد اللہ بھائی صاحب کی نسبت ہمیشہ ارشاد فرماتے کہ یہ ولی اللہ ہے۔ جماعت احمدیہ حیدر آباد میں سے نواب اکبر یار جنگ بہادر کی علمیت اور تقویٰ کا خاص اثر تھا۔ میں جب بھی حاضر ہوتا۔ نواب صاحب کی صحت کے بارے میں دریافت فرماتے۔ فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ جب میں ان کی عیادت کے لئے گیا تو نواب صاحب نے فرمایا کہ آپ بھی کمزور ہو چکے ہیں اور بیمار رہتے ہیں۔ یہیں میرے پاس آ رہیں۔ ہم دونوں ضعیف و بیمار ایک ہی جگہ رہیں گے۔ لیکن میں انہیں تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ نواب صاحب کے انتقال کے وقت خود حضرت ممدوح کی طبیعت خراب تھی۔ کئی دن سے علالت کا سلسلہ تھا کھڑے ہونے کی سکت بھی نہ تھی۔ لیکن جنازہ میں شرکت کے لئے ٹیکسی کار سے کرم مسیح الدین الہ دین صاحب کے سہارے سے تشریف لے آئے۔ جنازہ پڑھا اور بڑے دکھ سے فرمایا۔ ایک بہت بڑا شخص آج دنیا سے اٹھ گیا۔ موت العالِم موت العالَم۔ مولوی مومن حسین صاحب مرحوم اور والد صاحب مرحوم مولوی محمد عثمان صاحب کی نیکیوں کا ہمیشہ ذکر فرمایا کرتے اور خیریت پوچھا کرتے۔ مومن حسین صاحب کے بارے میں فرماتے کہ یہ مرد مومن ہے۔ والد صاحب سے کبر سنی اور کمزوری کے باعث زیادہ چلنے پھرنے کی سکت نہیں رکھتے

سکتے۔ اور گھر سے باہر نہ نکلنے کی وجہ سے ملاقات نہ ہوا کرتی تو ممدوح ہمیشہ ان کی صحت کی کیفیت دریافت فرمایا کرتے۔ فرماتے کہ جماعت احمدیہ حیدرآباد میں ہمارا والد ہی وہ فرد واحد ہے جس نے اپنے پانچوں لڑکوں کو اپنی جزو معاشی کے باوجود قادیان شریف تعلیم و تربیت کے لئے بھیجا۔ یہ سعادت حیدرآباد کے کسی دولتمند کو نصیب نہ ہوئی۔ محترم سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب پچھلی دفعہ علیل ہوئے تو اپنی علالت اور کمزوری طبع کا لحاظ کئے بغیر ٹیکسی کار پر محترم موصوف کی عیادت کو جایا کرتے۔ اور پھر آنے والے سے سیٹھ صاحب موصوف کی خیریت دریافت فرماتے رہتے۔ اضلاع کی جماعتوں میں سے سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدیؓ کے لئے جن کی حیات پر حیاتِ حسن کے نام سے کتاب تالیف فرمائی ہے۔ ان کے فرزند سیٹھ عبدالحی صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر، سیٹھ محمد حسین صاحب چنتہ کنٹہ مرحوم اور ان کے فرزند مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب کی دینی خدمات کو سراہتے اور ان کے اخلاص کا تذکرہ فرمایا کرتے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یادگیری کے بارے میں فرماتے کہ انہیں ہمیشہ تبلیغ ہی کی دھن لگی رہتی ہے۔ اور ایسی لگن بہت کم لوگوں میں دیکھی گئی ہے۔ انہیں اس کے ساتھ ہی ساتھ کچھ وکالت کا کام بھی کرنا چاہیئے۔ اور ایسے کام بھی کرنے چاہئیں کہ اسمبلی کی رکنیت کے لئے منتخب ہو سکیں۔ میرے یہ عرض کرنے پر کہ وہ اکثر بیمار رہتے ہیں ہنس کر فرماتے کہ میں پھر بھی یہی کہوں گا کہ انہیں ان کاموں میں بھی حصہ لینا چاہیئے۔ ہماری جماعت کے افراد کو اسمبلی میں ضرور آنا چاہیئے۔ چونکہ سکندرآباد میں رہتے تھے۔ اس لئے جماعت احمدیہ سکندرآباد کے افراد کو زیادہ خدمات کے مواقع میسر آئے بالخصوص مکرم سیٹھ یوسف احمد الہ دین اور ان کی اہلیہ صاحبہ ہر طرح اور ہر نوبت پر خدمت کے لئے حاضر ہوتے رہے ہیں۔ سیٹھ یوسف صاحب کو ڈاکٹروں کو لانے لیجانے کے علاوہ دوسری طرح خدمت کرنے کے بہت زیادہ مواقع ملتے رہے۔ اسی طرح مکرم مسیح الدین الہ دین صاحب و بشیر الدین صاحب نے بھی ممدوح کی بڑی خدمت کی ہے۔ حتیٰ کہ جب ممدوح لالہ گوڑہ منتقل ہوئے تو وہاں بھی ان احباب نے ممکنہ خدمت کی سعادت حاصل کی۔

نومبر کے پہلے ہفتہ میں اتوار کے دن صبح ممدوح کو غریب خانہ پر دیکھ کر بڑا تعجب ہوا اور عرض کیا کہ ابھی طبیعت پوری طرح سنبھلی نہ تھی۔ نقاہت بھی کافی ہے یاد فرما لیتے۔ تو میں خود حاضر ہو جاتا۔ ارشاد فرمایا کہ باہر نکلنے کو جی چاہا تو تمہارے ہاں چلا آیا۔ کچھ دیر تشریف فرما رہنے کے بعد مراجعت فرما ہوئے۔ پھر ۱۴ر نومبر کو مکرم سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ کے لڑکے کی شادی کے ضمن میں جو ایٹ ہوم دیا گیا تھا۔ اس میں محترم سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب کے ساتھ تشریف لے آئے۔ اور جاتے ہوئے یہ ارشاد فرما گئے کہ اپنی صحت کی حالت کے باعث ۱۵ر نومبر کی دعوت ولیمہ میں شرکت نہ فرما سکیں گے میں حسنہ مکرم سیٹھ معین الدین صاحب سے کہہ دوں۔ ۱۶ر نومبر کے بعد بعض ایسی الجھنوں میں پھنسا رہا کہ تقریباً دو ہفتوں تک ممدوح کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ اتوار یکم دسمبر کو مکرم معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ کسی کام سے تشریف لے آئے۔ بعد تکمیل کار تقریباً ساڑھے دس بجے مجھے گھبراہٹ محسوس ہونے لگی اور بے چینی سے سیٹھ صاحب سے اصرار کرتا رہا کہ ممدوح کی خدمت میں چلیں گے۔ اتفاق سے سیٹھ معین الدین صاحب نے کسی صاحب کو موٹر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس لئے یہ کہہ گئے کہ ۴ بجے آئیں گے۔ تب چلیں گے۔ ۵ بجے تک منتظر رہا۔ بالآخر سکون نہ ہوا۔ تو بذریعہ بس پہنچنے کے لئے تنہا روانہ ہو گیا۔ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ طبیعت تین چار دن سے بہت خراب ہے۔ اس لئے صبح دس بجے ایک خط میرا موسومہ ممدوح نے مسیح الدین سے لکھوایا ہے۔ اس کے بعد اپنی طبیعت کی تفصیل بیان فرمائی۔ اس دوران کے واقعات ارشاد فرمانے کے بعد بچوں کی خیریت دریافت فرمائی۔ لڑکی اور ان کے شوہر سید داؤد احمد سلمہٗ کے بارے میں دریافت فرما کر بعد ارشادات فرمائے۔ کہ میں انہیں موصوف کی جانب سے لکھ بھیجوں پھر محترم حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کا خط دکھایا۔ اپنے لڑکے مکرم داؤد احمد صاحب عرفانی کی بعارضہ دمہ علالت کی خبر دی۔ اور فرمانے لگے۔ کہ اس بچے نے میری بڑی رقمی اعانت کی ہے بڑی دعائیں دینے لگے۔ اپنے خانگی ملازم شریف کے بارے میں کچھ شکایت فرمائی اور فرمانے لگے کہ آخر یہ ملازم ہی ہے۔ وہ خلوص جو افراد جماعت میں ہو سکتا ہے اس میں کیسے ممکن ہے۔ میں نے خیال کیا کہ کوئی بات ناگوار خاطر ہوئی ہو گی۔ اس لئے اس طرح ممدوح سے فرمایا۔ اس لئے کہ ممدوح اس کی خدمات کے باعث اسے بہت چاہتے تھے اور اس نے کئی سال سے خدمت کی ہے۔ واپسی کے وقت مکان سے باہر اس کو بہت دیر تک میں سمجھاتا رہا۔ اور تلقین کرتا رہا۔ کہ ایک عرصہ سے خدمات کرنے والے ایسے نازک وقت میں ممدوح کی کسی بات کا اثر نہیں لینا چاہیئے۔ بلکہ اور زیادہ توجہ اور خدمت کا وقت تو یہی ہوا کرتا ہے۔ تین چار دن سے کوئی غذا نہ تھی۔ زیادہ بات کرنے سے زبان خشک ہو رہی تھی میری انگلی اپنی زبان پر رکھ کر دکھاتے کہ دیکھو زبان کیسی سوکھ رہی ہے۔ اس دوران میں تین مرتبہ ممدوح نے پانی پیا اور فرماتے رہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پانی سینے کو چیرتا ہوا جاتا ہے سب سے بڑی فکر یہ تھی کہ ڈاکٹر کابل اور ٹیکسی والے کے پیسے ادا ہو جائیں اس کے لئے ممدوح کو بڑا ہی اضطراب سا تھا۔ میں نے اطمینان دلایا کہ کل یعنی ۲ر دسمبر کی شام تک کوئی انتظام ہو جائے گا۔ آپ اس کی فکر نہ فرمائیں۔ اس کے بعد لیٹے لیٹے مجھے کھینچ کر مجھے اپنے سینہ سے چمٹا لیا۔ بہت دیر تک دعائیں دیں۔ اور رخصت کیا۔ دوسرے دن اس حکم کی تعمیل کر کے تقریباً ۵ بجے لالہ گوڑہ پہنچ رہا تھا کہ موصوف کے مکان سے باہر لیین شریف صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے کہا کہ حسب ارشاد وہ مجھ ہی کو ٹیلیفون کرنے کی غرض سے جا رہے تھے۔ میرے پہنچنے پر پہلا سوال یہی فرمایا کہ "میرے مشن کا کیا ہوا"۔ میں نے عرض کیا کہ اس قدر کی تکمیل ہو سکی ہے اس پر خوش ہوئے اور ساتھ ہی ارشاد ہوا کہ اور کچھ ہوتے تو مناسب تھا میں نے عرض کیا کہ تین چار دن میں انشاء اللہ مابقی کی تکمیل کی بھی سعی کروں گا۔ لیکن کسے معلوم تھا کہ اس کی نوبت ہی نہ آئے گی۔ بعض نصیحتیں فرمائیں اور یہ کہہ کر مجھے رخصت فرما دیا کہ جاؤ شام ہو رہی ہے۔ راستہ ٹھیک نہیں ہے۔ گھر لوٹا تو یکم دسمبر کا مکتوب مسیح الدین صاحب کا قلمی جس پر ممدوح نے صرف دستخط فرمائے تھے۔ بمدست ہوا۔ ویسے تو کئی خطوط ممدوح کے قلمی میرے پاس ہیں۔ چونکہ یہ ممدوح کی جانب سے آخری مکتوب ہے۔ اس لئے اسے ذیل میں درج کر دیتا ہوں:۔

"عزیزم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میں پانچ دن سے پیٹ کے درد سے بیمار پڑا ہوں۔ سخت تکلیف ہے علاج جاری ہے۔ فائدہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ کبھی کبھی کچھ افاقہ ہوتا ہے۔ اب اس وقت بے قراری ہے۔ مسیح الدین میرے پاس آئے ہیں تو کچھ تشفی ہے مگر وہ معذور ہیں۔ کیونکہ ان کے گھر میں ان کا بیٹا اور بشیر الدین کی بیٹی بیمار ہے۔ تم آؤ اور معین الدین چنتہ کنٹہ کو بھی ساتھ لے کر آؤ۔ . . . . . . آپ کو فرصت ہو تو ضرور آؤ۔ اور اسمٰعیل یادگیری یا معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ کو بھی ضرور لیتے آنا ورنہ آپ ضرور تشریف لائیے۔

والسلام"

تیسری دسمبر کو میں جا نہ سکا اور چوتھی کو جبکہ میں سرکاری کام کے سلسلہ میں دفتر میں تھا۔ مکرم سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ نے تقریباً ۴ بجے سہ پہر آ کر یہ وحشت ناک خبر سنائی کہ اطلاع ملی ہے کہ ممدوح پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔ وہیں سے میں ان کے ساتھ فوراً چل پڑا۔ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ دوپہر سے ہوش نہیں ہے۔ اور بات بھی بند ہے۔ راستہ میں یوسف الہ دین صاحب کی موٹر ملی جس میں ڈاکٹر صاحب کو واپس لے جایا جا رہا تھا۔ موٹر روک کر دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا تھا کہ ہارلکس کا ایک ڈبہ لیتے جائیں اس لئے ہم حیدرآباد واپس ہو کر ڈبہ خرید کرنے گئے تھے۔ وہ بنوا کر تھوڑا تھوڑا پلانا شروع کر دیا۔ بایاں ہاتھ و پیر بے حس و حرکت ہو چکے تھے۔ کبھی داہنے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ فرماتے چنانچہ قلم ہاتھ میں دے کر کاغذ سامنے کیا گیا تو اس پر عبداللہ بی۔ ایس۔ سی اور اس کے نیچے سیٹھ معین الدین چنتہ کنٹہ لکھ کر ایک خط کھینچا اور کچھ تحریر فرمایا جو نہ پڑھی جا سکی۔ یہ ۴ ½ بجے کے درمیان کا واقعہ ہے۔ آپ کے چہرہ پر کسی قسم کی گھبراہٹ نہ تھی۔ بڑا ہی اطمینان ظاہر ہو رہا تھا۔ اس اطمینان کے بعد کہ مسیح الدین صاحب اور لیین شریف صاحب رات ممدوح کے پاس رہیں گے۔ ہم بعد نماز مغرب لوٹے اور اس ڈاکٹر کے پاس جا کر جس نے دوائی دی تھی کیفیت بیان کی۔ انہوں نے یہی کہا کہ دوسری خوراک دس بجے شب میں دینے کے بعد اگر طبیعت سنبھلنے کی صورت ہو تو ۴ بجے صبح تک ہوش آ جانا چاہیئے۔

رات کے ۲ بجے گھبراہٹ کے ساتھ میری آنکھ کھلی۔ کچھ دیر بعد میں نے اپنی اہلیہ کو بیدار کیا اور کہا کہ مجھے بہت زیادہ گھبراہٹ اور بے چینی ہو رہی ہے۔ کسی پہلو قرار نہیں آ رہا۔ انہوں نے درود و استغفار پڑھنے کا مشورہ دیا۔ ذرا سی آنکھ جھپکی تو خواب میں مرحوم والدین کو دیکھا۔ پورا خواب دیکھنے بھی نہ پایا تھا کہ پھر بے قراری نے بیدار کر دیا۔ اور گھبراہٹ نے زور پکڑا۔ گھڑی نے چار بجائے۔ بالفعل وقت بڑی لمبی رات محسوس کروا رہا تھا۔ بے کلی بڑھتی ہی گئی۔ یوں توں کر کے صبح ہوئی۔ الہ دین بلڈنگس کو ٹیلیفون کیا۔ تو معلوم ہوا کہ ممدوح کی روح ۴ ½ بجے صبح اپنے مولائے حقیقی کے حضور پہنچ چکی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ممدوح جیسے قیمتی وجود کا سایہ عاطفت اور شفقت رہ رہ کر یاد آتی ہے۔ اور تا زیست یاد آتی رہے گی۔ اللہ تعالےٰ ممدوح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ممدوح کی ان تمام دعاؤں کو جو ممدوح نے ہمارے لئے و جماعت ہائے احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے لئے کیں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔ ممدوح کی بڑی ہی آرزو تھی کہ الحکم پھر سے جاری کریں اس کے لئے بعض احباب سے مجھے ساتھ لے جا کر رقمی اعانت کے وعدے بھی لئے تھے۔ لیکن صحت نے اس کا موقعہ نہ دیا۔ پس کوئی باہمت ان کی اس تمنا کو پورا کر سکے۔ تو ممدوح کی روح کو بڑا ہی سکون حاصل ہو گا۔

—٭—٭—٭—٭—

چودھویں صدی

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

مسلمانانِ عالم کی تاریخ میں چودھویں صدی ایک خاص اہمیت کی مالک ہے۔ اسی صدی میں عالم اسلام کو بڑے بڑے حوادث سے دوچار ہونا پڑا۔ علمی۔ اخلاقی اور تمدنی اعتبار سے مسلمان اسی صدی میں پہونچ کر مفلس و بیچارہ ہوگیا۔ اور مذہب و سیاست کے میدان میں بھی مسلمانوں نے اس صدی میں آخری شکست کھائی۔ لیکن اس صدی کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنی دولت گم گشتہ کی جستجو کرنے اور اپنی عظمت رفتہ کا سراغ لگانے کے لئے بھی اسی صدی میں از سر نو جدوجہد شروع کی۔

اسلامی تحریکیں

ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کے بعد جب مسلمانوں کی علمی اقتصادی اور فنی صلاحیت بھی ناکارہ کردی گئی۔ تو اس وقت زعمار ملت کو بڑی شدت سے اپنی زبوں حالی کا احساس ہوا۔ اسی درد سے بیتاب ہو کر مولینا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور سر سید احمد خاں نے مسلمانوں کی مذہبی و سیاسی تنظیم شروع کی۔ دیوبندی مذہبی درس گاہ کی بنیاد ڈالی گئی اور علی گڑھ میں دنیوی تعلیم کا ادارہ کھولا گیا۔ دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے رنگ میں اسلام کی طرف سے دفاع کا سامان کیا۔ سرسید نے اپنے لیکچر رسالے اور تصانیف کے ذریعہ انگریزوں اور مسلمانوں کے تعلقات کو سازگار کرنا چاہا۔ اور مولینا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے اپنے وعظ و نصیحت۔ درس و تدریس اور تالیف و تصنیف سے مسلمانوں کی از سر نو تنظیم کرنی چاہی۔ مگر طاغوتی طاقتیں ابھی تازہ دم تھیں اور بڑے بڑے اچھوتے ہتھیاروں سے مسلمانوں پر حملہ کر رہی تھیں۔ اس لئے ان دونوں رہنماؤں کی انتھک کوششوں کا وہ نتیجہ برآمد نہ ہوا جس کی ہم توقع کر سکتے تھے۔ اس کے بعد مسلمانوں کے رد عمل میں کچھ شدت پیدا ہوئی۔ اور انہوں نے جمعیتہ علماء ہند اور مسلم لیگ کے نام سے دو نئی جماعتیں قائم کیں۔ اور ان دو پلیٹ فارموں پر جمع ہو کے مسلمانوں کے مذہبی و سیاسی حقوق کو محفوظ کرنا چاہا۔ ابھی یہ کوششیں جاری تھیں کہ عالم اسلام کو پھر ایک زبردست دھکا لگا۔ اور ہر طرف سے یہ وحشت انگیز خبریں آنے لگیں کہ روس اور اتحادی دولت عثمانیہ کے حصے بخرے کرنے کے منصوبے باندھ رہے ہیں۔ اس وقت ترکی مسلمانوں ہوا دار الخلافت تھا۔ لہذا اپنے خلیفہ کی بے حرمتی دیکھ کر تمام مسلمان غیظ و غضب میں آ گئے۔ خلافت کمیٹی کا انعقاد عمل میں آیا۔ اور مولانا محمد علی و شوکت علی کی سرکردگی میں مسلمانوں نے بڑے زور و شور سے خلافت ترکیہ کی حفاظت کا مطالبہ کیا۔ مگر اس میدان میں ان کو سخت نامرادی سے واسطہ پڑا۔ خود ایک ترک (مصطفےٰ کمال پاشا اتاترک) نے اٹھ کر قبائے خلافت کو تار تار کر دیا۔ اقبال نے اسی واقعہ سے متاثر ہو کر کہا ؎

چاک کر دی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ! اوروں کی عیاری بھی دیکھ!

انجامِ کار

یہ تو موٹی موٹی جماعتوں کا ذکر ہے ان کے علاوہ اور بھی کئی تحریکیں عالم وجود میں آئیں۔ جیسے احرار۔ خاکسار۔ امارت شرعیہ۔ خدائی خدمتگار وغیرہ۔ ان تمام جماعتوں کا مقصد ایک تھا یعنی مسلمانوں کے سیاسی و مذہبی حقوق کی حفاظت کرنا اور ان کو اسلامی آداب و قوانین کے مطابق زندگی گذارنے کا ڈھب بتانا۔ ہر جماعت نے اپنے اپنے دائرے میں رہ کر جدوجہد کی اور اپنے اپنے علم و دانش کے مطابق ملت کو فائدہ پہنچانا چاہا۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ مسلم لیگ اور جمعیتہ علماء کے علاوہ اور تمام جماعتوں کی زندگی چند روزہ ثابت ہوئی۔ صرف یہی دو جماعتیں آخر تک مسلمانوں کے لئے جدوجہد میں مصروف رہیں۔ ان میں بھی مسلم لیگ تو اب پاکستان جا چکی ہے۔ اور وہاں جا کر انتشار و پراگندگی کی نذر ہو چکی ہے۔

آسمانی علاج

غرض ان تمام جماعتوں کی سرگزشت جب سامنے آتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی کا انجام اچھا نہیں ہوا۔ ہر جماعت کو ناکامی و نامرادی سے دوچار ہونا پڑا۔ بلکہ اگر کچھ صاف گوئی سے کام لیا جائے اور یہ کہا جائے۔ کہ ان میں سے ہر جماعت نے ناشعوری طور پر مسلمانوں میں ایک نئی بددلی و بے اطمینانی کی کیفیت پیدا کر دی تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔ یوں کہنے کو تو مسلمانوں کی دینی و دنیوی اصلاح کے لئے بہت سی جماعتیں بنیں۔ مگر کیا اس تمام سب سے ان کا دینی و اخلاقی معیار بھی بلند ہو گیا ہے؟ نہیں۔ مشاہدہ اس کی صریح تکذیب کرتا ہے۔ بلکہ زمانہ جوں جوں گزرتا جاتا ہے مسلمان پستی کی طرف جا رہے ہیں۔

علامہ شبلی کی تاریخ دانی۔ مولینا محمد علی کی مضمون نگاری۔ ابو الکلام آزاد کی جادو بیانی اور ڈاکٹر اقبال کی طبع آزمائی کوئی چیز مسلمانوں میں دینی شعور پیدا نہ کرسکی بلکہ اب تو کتنے ایسے ہیں جو اسلامی تمدن پر کمیونزم کو ترجیح دیتے ہیں۔ نصوص قرآنی کے مقابل پر ڈاروِن تھیوری پیش کرتے ہیں۔ اور کلام الٰہی کو ارضی و سماوی علوم کے انکشاف میں غلط کا رفتا سنتے ہیں۔ کیا زمانے کی یہ رفتار دعوت تفکر نہیں دیتی؟ اور ان جماعتوں کی موت و زندگی کوئی درس عبرت نہیں پڑھاتی؟ سیاسی جماعتوں کا جو انجام ہوا سو ہوا۔ افسوس تو ان جماعتوں پر ہے جو مذہب کے نام پر عرصہ وجود میں آئیں۔ آخر وہ کون سے قانون قدرت کی زد میں آئی ہوئی تھیں؟ اور آخر ان کی تعمیر مسلمانوں میں مزید انتشار کا سبب کیسے بنتی رہی؟ جو شخص ہمہ تن اسباب دنیا کی طرف جھکا ہوا ہے۔ اور قوموں کے عروج و زوال میں صرف مادی امور کو اثر انداز مانتا ہے۔ واقعی اس کے لئے اس مشکل کا حل کرنا نہایت دشوار ہے۔ لیکن جو مادی و روحانی امور کے تعلقات سے واقف ہے اس کے لئے اس سوال کا حل کرنا مشکل نہیں۔

خدا کی صفت انتقام

خدا کی سنت مستمرہ ہے کہ جب انسانی اعمال و افعال میں فسق و فجور کا عنصر زیادہ ہو جاتا ہے اور شریعت الٰہیہ کا وقار انسان کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ تو وہ دو طریقوں سے اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتا ہے پہلے اس کی صفت انتقام کا ظہور ہوتا ہے اور وہ مذہب کے نام پر بنائے ہوئے ان ڈھانچوں کو اپنے ہاتھ سے منتشر کر کے دکھا دیتا ہے کہ ان میں فسق و فجور کی پرورش ہوتی ہے چنانچہ جب ہم جمعیتہ علماء ہند، خلافت کمیٹی، امارت شرعیہ وغیرہ کے انجام کو دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف یہ مذہب کے نام پر اپنی عمر پوری بناتے جاتے تھے اور دوسری طرف خدا کا دست انتقام اس کو اجاڑتا جاتا تھا۔ الہلال کی تحریر۔ کا مریڈ کا مضمون دیوبند کی درس گاہ کوئی تعمیر ملت کے کام نہ آ سکی۔ اب اگر اس پر غور کیا جائے کہ یہ جو مسلمانوں کی نامرادی کا ایک لمبا سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ یہ کس قانون کے ماتحت ہے تو معلوم ہوگا کہ یہ خدا کی صفت انتقام کے ماتحت ظاہر ہو رہا ہے۔

تدبیر امر

اس کے بعد ایک دوسری صفت الٰہیہ کے ظہور کی باری آتی ہے جس کو تدبیر امر والی صفت کہتے ہیں۔ یعنی جب دنیا اپنی صلاحیت کھو کر آسمانی امداد کی محتاج ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ زمین کی ضروریات پوری کرنے کے لئے آسمان سے روحانی فیوض کا ایک چشمہ نازل کرتا ہے۔ اب جو اس چشمہ سے سیراب ہوتا ہے اس کی کھوئی ہوئی صلاحیت پھر عود کر آتی ہے اور جو اس سے دور رہتا ہے اس کی استعداد دن بدن مردہ ہی ہوتی جاتی ہے۔

تخت حکومت

یہ خدا کی سنت مستمرہ ہے۔ لہذا مسلمانوں کو بھی تعمیر ملت کے وقت اسی سنت الٰہیہ کو ملحوظ رکھنا پڑے گا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ جس وقت اسلام کی تجدید و احیاء کے لئے دار العلوم دیوبند۔ جمعیتہ علماء ہند اور امارت شرعیہ وغیرہ کی بنیاد ڈالی جا رہی تھی۔ کیا اس وقت خدا نے اپنی سنت کے مطابق کوئی آسمانی سلسلہ بھی قائم کیا تھا؟ آپ چودھویں صدی کی ابتداء سے آج تک کی تاریخ پر نظر ڈالیں۔ آپ کو ان جماعتوں میں کوئی ایسا وجود نظر نہیں آئے گا جس نے دنیا کو یہ خبر دی ہو کہ دیکھو آسمان پر خدا کی صفت تدبیر امر حرکت میں آ گئی ہے۔ عرش پر تجدید دین و احیاء اسلام کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ لہذا آؤ ہمارے گرد جمع ہو جاؤ۔ اور ایک نئے جوش و خروش کے ساتھ میدان عمل میں نکل پڑو۔ ہم کو ان جماعتوں میں کبھی یہ آواز سنائی نہیں دیتی۔ ان کی طرف سے جو اعلان کیا گیا وہ صرف اس نقطہ نظر پر موقوف تھا کہ اے مسلمانو! تم غلامی کی قید و بند میں پھنس گئے ہو۔ تاج شاہی تمہارے سر سے اتار لیا گیا ہے۔ اور تمہاری زندگی خطرے میں پڑ گئی ہے آؤ اکٹھے ہو جاؤ۔ غلامی کی بیڑی توڑ دو۔ تخت حکومت پر قبضہ کر لو۔ اور زندگی کو خطرات سے بچاؤ۔ سیاسی پلیٹ فارم ہو یا مذہبی سبھی اپنے اپنے لب و لہجہ اور اپنے اپنے رفتار و گفتار سے مسلمانوں کو یہی بات ذہن نشین کراتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان بھی ایک عرصہ تک حکومت کرتے کرتے اس نتیجہ پر پہنچ گیا تھا کہ اسلام اپنی زندگی و بقاء میں زور حکومت کا محتاج ہے۔ لہذا جب اس نے اپنے ہاتھ سے حکومت نکلتے دیکھی۔ تو وہ گھبرا گیا کہ اب کیا ہوگا۔ اب تو اسلام۔ قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت خطرے میں پڑ گئی! اسی لئے دار العلوم دیوبند اور امارت شرعیہ جن کی بنیاد خالص مذہبی اغراض پر رکھی گئی تھی۔ آہستہ آہستہ سیاست و الیکشن کے میدان میں کود پڑی۔ اور ان علماء نے بھی کہنا شروع کیا کہ حکومت نہیں تو مسلمانی بھی نہیں۔

اسلامی معاشرت

لیکن سچ یہ ہے کہ مسلمانوں کو عزت بادشاہت نے نہیں دی تھی۔ بلکہ اسلام کی برکت میں ان کو بادشاہی ملی تھی۔ لہذا انہیں تو ہمیشہ اسلامی فیوض و برکات کو جذب کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اسلام نے جو ضابطہ حیات پیش کیا ہے۔ صرف اس کا ایک حصہ قوانین حکومت کی تائید کا محتاج ہے۔ اور وہ تعزیرات کا حصہ ہے لیکن اسی کو کل اسلام سمجھ لینا اور اس کے کھوئے جانے پر مذہبی موت کا خدشہ پیدا کر لینا کہاں تک درست ہو سکتا ہے ہاں مسلمان اگر حقوق حکومت سے محروم ہونے کے بعد بھی اپنے اندر تنظیمی صلاحیت پیدا کرے۔ خلافت تبلیغ اور بیت المال (باقی ملاحظہ)

(باقی ملاحظہ)

مبلغین کے لئے ضروری ہدایات

نیز

پراونشل امراء و پریذیڈنٹ صاحبان سے درخواست

لٹریچر کی صحیح تقسیم ۔ کفایت شعاری اور نشر و اشاعت کے فنڈ کو مضبوط بنانے کے لئے بعض ضروری ہدایات درج کی جا رہی ہیں۔ آئندہ جملہ مبلغین کی تبلیغی رپورٹوں میں اس بارہ میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جانا چاہیئے ۔

۱۔ دوسرے لازمی چندہ جات کے علاوہ چندہ نشر و اشاعت کے لئے باقاعدہ تحریک کرتے رہنا اور وصولی کر کے نظارت ہذا کی امانت "ن" میں محاسب صاحب قادیان کے نام بھجواتے رہنا تمام مبلغین کا فرض ہوگا ۔ دوستوں پر یہ امر واضح کیا جائے کہ ہر احمدی پر تبلیغ اسلام فرض ہے ۔ لیکن جو احمدی اپنی مصروفیات کی وجہ سے اس فرض کو کماحقہٗ ادا نہیں کر سکتا ۔ وہ چندہ نشر و اشاعت کے ذریعہ یہ ثواب، حاصل کر سکتا ہے ۔

۲۔ جملہ مبلغین اپنی تبلیغی رپورٹوں میں ایک آئیٹم زائد کریں ۔ جس میں چندہ نشر و اشاعت کی تحریک اور اس کے نتیجہ کا ذکر ہو ۔

۳۔ ایک اور آئیٹم بھی زائد کر لیا جائے جس میں مرکز سے ارسال کردہ لٹریچر کی فروخت کا ذکر ہو ۔ ہر مبلغ ہر ماہ کم از کم اتنا لٹریچر ضرور فروخت کرے کہ اس کو بھجوائے گئے لٹریچر کا ڈاک خرچ نکل آئے ۔

۴۔ خود لٹریچر فروخت کرنے کے علاوہ جملہ مبلغین اپنے اپنے حلقہ کے افراد جماعت کے ذریعہ بھی لٹریچر فروخت کرایا کریں ۔

۵۔ جن زیر تبلیغ افراد کو لٹریچر دینا ہو ۔ ان کے بارہ میں پہلے خوب غور کر لیا جایا کرے کہ وہ ہمارے لٹریچر کو سنجیدگی کے ساتھ پڑھیں گے یا نہیں ۔ ایسا نہ ہو کہ غریب جماعت کے خون پسینہ کی کمائی ضائع جائے ۔

۶۔ جو کتاب کسی زیر تبلیغ دوست کو دی جائے ۔ وہ ان کے پڑھ چکنے پر اس سے حتی الوسع واپس لے لی جایا کرے ۔ اور پھر کسی دوسرے زیر تبلیغ فرد کو دے دی جایا کرے اور پہلے دوست کو مطالعہ کے لئے کوئی دوسری کتاب دے دی جایا کرے ۔ اس طرح تھوڑا لٹریچر زیادہ افراد کے لئے کفایت کرے گا ۔ اور اخراجات کی بچت ہوگی ۔

۷۔ جس زیر تبلیغ فرد کو کوئی کتاب مطالعہ کے لئے دی جائے ۔ اس سے کتاب لیتے وقت اس کتاب کے بارہ میں تاثرات بھی معلوم کئے جائیں تا یہ معلوم ہو سکے کہ اس نے واقعی کتاب پڑھی ہے ۔ اور اگر اس کے لئے کوئی امر وضاحت طلب ہو تو وضاحت کر دی جایا کرے ۔

۸۔ ممکن ہے بعض مبلغین تبلیغی کتب کے زیر تبلیغ افراد سے واپس مانگنے میں شرم کریں لیکن یہ سلسلہ کا کام ہے ۔ اس میں شرم کی کوئی بات نہیں ۔ اگر مبلغین مندرجہ بالا ہدایات پر عمل کریں گے تو جلد ہی ان پر واضح ہو جائے گا کہ ہم تھوڑے سے لٹریچر کے ساتھ زیادہ افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچا سکتے ہیں ۔ (ہاں اگر کوئی افسر دورہ پر آیا ہو اور آپ اسے لٹریچر دیں یا خود سفر کی حالت میں کسی کو لٹریچر دیا جائے تو اس کے واپس لینے کی ضرورت نہیں)

۹۔ امراء اور صدر صاحبان سے بھی درخواست ہے کہ وہ ان معاملات میں نظارت کے ساتھ پورا تعاون فرمائیں ۔ تاکہ نشر و اشاعت کے کام کو وسیع اور اس کے فنڈ کو مضبوط کیا جا سکے ۔

۱۰۔ صدر صاحبان اور سکرٹریان تبلیغ سے یہ بھی درخواست ہے کہ جو لٹریچر نظارت ہذا سے بغرض تقسیم طلب فرمایا جائے ۔ اس کے لئے ڈاک خرچ کا انتظام جماعتیں مقامی فنڈ سے کریں ۔

۱۱۔ پراونشل امراء سے درخواست ہے کہ وہ اپنے صوبہ کی جماعتوں کو وقتاً فوقتاً ایسے امور کے لئے توجہ دلا کر ممنون فرمائیں ۔

۱۲۔ نشر و اشاعت کا چندہ غیر احمدی اور غیر مسلم شرفاء سے بھی وصول کیا جا سکتا ہے ۔

مرزا وسیم احمد
ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

تفصیل تقسیم و ترسیل لٹریچر

از دفتر مرکزی نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

بابت ماہ جنوری ۱۹۵۸ء

ماہ جنوری ۱۹۵۸ء میں نظارت ہذا کی طرف سے سلسلہ کا جو لٹریچر زیر تبلیغ افراد کو روانہ کیا گیا اس کا تفصیلی گوشوارہ حسب ذیل ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسے بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے اور جملہ کارکنان کو زیادہ سے زیادہ خدمات بجا لانے کی توفیق دے ۔ آمین ۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

کتاب	تعداد	کتاب	تعداد
پیغام صلح اردو	۲۸	قبر مسیح انگلش	۱
" " ہندی	۳۰	تحفہ شہزادہ ویلز انگلش	۱
" " انگلش	۵۳	اسلام اینڈ سلادری انگریزی	۱
آسمانی تحفہ اردو	۹۶	احمدیہ موومنٹ	۱
" " ہندی	۱۴۹	نماز مترجم	۱
" " گورمکھی	۲۶۹	ترجمۃ القرآن پہلا پارہ انگلش	۱
جوفی کھیل "	۱۰۵	تبلیغ ہدایت	۱
احمدیہ موومنٹ	۹۴	اسلام کا اقتصادی نظام	۱
تحریک احمدیت بعبارت داسیونکی		نظام نو اردو	۱
نظم	۷۳	انسانیت کا ہمدرد	۶
تناسخ و آواگون	۱۸	شاہ حبشہ کو دعوت حق	۲
احمدیت کیا ہے انگلش	۲۴	حضرت مسیح ناصری کے متعلق اہم انکشاف	۱
حقیقی اسلام (جدید کتابچہ)	۳۴	علمی معجزہ	۲
" " پمفلٹ	۷	چیلنج	۱
وہی ہمارا کرشن ہندی	۶۱	مسلم سن رائز انگریزی	۱
کرشن اوتار "	۲۷	اخبار بدر	۲
حامد خاتم النبیین	۵	درثمین فارسی	۱
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اردو	۲۰	ذکر الٰہی	۱
" " " انگلش	۱۶	تعلیم قانون	۱
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "	۱۱	صداقت مسیح موعود از روئے دلائل	
خصوصیات قرآن انگلش	۴۳	عقلیہ	۱
وفات مسیح پر علمائے مصر کا فتوےٰ	۱۳	وفات مسیح ناصری	۱
اس زمانہ کے امام کو ماننا ضروری ہے	۱۸	تبلیغی کلام	۱
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں انگلش	۲۵	ایک غلطی کا ازالہ	۱
زمانہ کے خلیفہ اور مامور کو پہچانو	۱۸	انقطاع نبوت	۱
احمدی مسلمان ہیں	۹	تحفۃ النصاریٰ	۱
خاتم النبیین کے معنے	۷	عیسائیوں کو نصیحت	۱
خلافت ثانیہ کا قیام	۱	جنم ساکھی اردو	۱
کرشن اوتار اردو	۱	محمد عربیؐ	۱
حکومت، وقت اور جماعت احمدیہ	۱	تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک	
تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک	۱۷	(چارٹ)	۳
وہی ہمارا کرشن بنگالی	۵	سنین داری واقعات حضرت مسیح موعود	
زمانے کا اوتار بنگالی	۵	علیہ السلام (چارٹ)	۱
نظام نو انگریزی	۲	عقائد و تعلیمات	۴
اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی	۹	ہندو دھرم میں کثرت ازدواج	۱
تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ اردو	۱	زمانے کی پکار انگلش	۱
حقیقۃ الوحی	۱	زندہ اسلام	۱
کلام محمود	۱	اسلام اور اشتراکیت	۱
چشمہ مسیحی	۱	کل میزان تقسیم لٹریچر	۱۳۴۸
درثمین اردو	۱		
سیرت حضرت مسیح موعودؑ اردو	۱		
شمائل اسلام کی رواداریاں	۱		
مسیح ہندوستان میں	۱		

سوئٹزرلینڈ میں تبلیغ بقیہ صفحہ اول

خاکسار کی ۲۶ر نومبر والی تقریر کا خلاصہ شائع ہوا ۔ قرآن کریم کے جرمنی ترجمہ کے دوسرے ایڈیشن کے سلسلہ میں آخری امور سرانجام دیئے گئے اور اب یہ مرحلہ پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا ہے

مقامی احباب جماعت کے اجلاس منعقد کئے گئے ۔ بیرون گورنمنٹ کو ریڈیو پر احمدیت کے خلاف تقریر پر احتجاجی خط لکھا گیا ۔ نئے سال کے تہنیت نامے لوگوں کو بھجوائے گئے ۔ مسجد کیلئے زمین کے حصول کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ بعض بلاد

x لوگوں سے اسلام پر گفتگو ہوئی ۔ ایک روز ایک صاحب سورہ کہف کے مضامین کی تفسیر کا علم حاصل کرنے کیلئے آئے کیونکہ انہیں ۔۔۔

۔۔۔ قرآن کریم کے مطالعہ کے دوران میں اس سورۃ کے مضامین سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی ـــــ احباب کرام دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ہماری ادنیٰ مساعی کے نیک نتائج پیدا فرمائے ۔ اور ان ممالک میں اسلام باحسن وجوہ پھیل جائے ۔

تحریک درویش فنڈ میں وصولی ماہ نومبر تا جنوری ۱۹۵۸ء

(فہرست درویش فنڈ و اعلان دعا)

جن احباب کی طرف سے ماہ نومبر ۵۷ء تا ۱۸ر جنوری ۵۸ء تک درویش فنڈ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں موصول ہوئی ہیں۔ ان کی اسم وار فہرست ذیل میں شائع کی جاری ہے احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ ان مخلصین کے کاروبار میں اور خاندانوں میں برکت ڈالے اور مزید خدمت کا موقعہ عطا فرمائے۔ آمین۔ اور ان احباب کو ان نیک کاموں میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو تاحال کسی مجبوری کے باعث ان تحریکوں میں شامل نہ ہو سکے ہوں

ناظر بیت المال قادیان

نام	رقم
مکرم سید ضیاء الدین صاحب سونگھڑہ	۵/۷۵/۰
" محمد حسین صاحب بنگلور	۲/-
" داؤد خان صاحب موسی بنی مائنز	۱/-
" ہزاری خان صاحب "	۲/-
" شہاب خان صاحب "	۱/-
" عطاء الرحمن صاحب "	۲/-
جماعت احمدیہ پینگاڈی	۲/-
" " منارگھاٹ	۱/۱۰
" محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ	۹۵/۰۰
جماعت احمدیہ "	۴۵/۰۰
" بشیر الدین احمد صاحب مونگھیر	۱۱/۰۰
" محمد عبد الحلیم صاحب دیودرگ	۰/۵۰
" سید اختر احمد صاحب پٹنہ	۸/-
مکرمہ زلیخا بی بی صاحبہ کیرنگ	۷/-
مکرم سیٹھ رشید احمد صاحب حیدرآباد	۱۰/-
" مرزا احمد اللہ بیگ صاحب "	۱/-
" محمد عبد اللہ صاحب بی۔ایس۔سی "	۲/-
مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ "	۷/-
جماعت احمدیہ حیدرآباد	۲/-
لجنہ اماء اللہ حیدرآباد	۲۶/-
مکرم صدیق امیر علی صاحب موگرال	۶/-
مکرمہ سعیدہ اختر صاحبہ افریقہ	۱۶/۵۷
مکرم ایم محمد عثمان صاحب سوروب	۵/-
" ماسٹر قمر علی صاحب سنبھل پور	۸/-
" مظہر احمد صاحب پالی رانچی	۵/-
" سید صمصام الدین صاحب "	۱/-
" فیروز الدین صاحب جموں	۲/-
" سمیع الدین صاحب شاہ ونگہ	۱۰/-
" محمد یامین ندیم صاحب نیروبی	۶۱۴/۵۵
" محمد یوسف احمد الہ دین صاحب سکندرآباد	۲/-
" محمد احمد صاحب کانپور	۹/-
" ملک عمر علی صاحب	۱۰/-
" منصور علی صاحب برہ پورہ	۳/-
" ایس۔ اے بشیر احمد صاحب ساگر	۲/-
" ایم۔ کے یوسف صاحب منگلور	۱۰/-
" مبارک احمد صاحب بمبئی	۵/-
" سید داؤد احمد صاحب مظفرپور	۱۰/-
جماعت احمدیہ پینگاڈی	۱/-

مرمت مقامات مقدسہ

سید صمصام الدین صاحب مبلغ جماعت احمدیہ رانچی سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مکرم جناب مولوی محمد ایوب صاحب اے۔ ڈی۔ ایم نے مرمت مقامات مقدسہ کے لئے مبلغ ۲۰۰/- کا وعدہ کیا ہے۔ مکرم سید صمصام الدین صاحب بھی حصول چندہ جات میں نظارت ہذا کے ساتھ تعاون فرماتے ہیں۔

احباب ہر دو صاحبان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ دین و دنیا میں انہیں کامیاب کرے اور ہر حال میں حافظ و ناصر ہو۔ اور اسے بھی بہتر رنگ میں خدمات کی توفیق دیتا رہے

ناظر بیت المال قادیان

اعلان

مکرم یوسف علی صاحب احمدی کو معرفت لکھ پال بلونت ہاؤس منشی سنگھ غازی آباد یو۔پی کے پتہ پر نظارت ہذا کی طرف سے کچھ کاغذات بھجوائے گئے تھے۔ جو ڈاکخانہ نے ان کے عدم پتہ ہونے کی وجہ سے واپس کر دیئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ایڈریس تبدیل ہو چکا ہے۔ اگر وہ خود اس اعلان کو پڑھیں تو اپنے صحیح ایڈریس سے بذریعہ خط و کتابت نظارت ہذا کو ارسال فرمادیں۔ اگر کسی دوست کو ان کے ایڈریس کا علم ہو تو اطلاع دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط والسلام

ناظر بیت المال قادیان

شرح چندہ مجلس خدام الاحمدیہ

جملہ مجالس کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ پہلے شرح چندہ خدام الاحمدیہ ایک پائی فی روپیہ تھی۔ اب نئے اعشاریہ سکوں کے مطابق نیا پیسہ فی روپیہ مقرر کی گئی ہے۔ مجالس اس کے مطابق وصولی چندہ کا انتظام فرمادیں۔

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

تحریک چندہ تعمیر چار دیواری بڑا باغ اور سیکرٹریان مال کا فرض

بہشتی مقبرہ اور ملحقہ باغ کے اردگرد پختہ چار دیواری کے لئے چندہ کی تحریک کافی عرصہ سے جاری ہے۔ اور اس بات کا اعلان بذریعہ اخبار بدر بھی کیا جا چکا ہے کہ جو احباب اس غرض کے لئے کم از کم ۲۵ روپے یا اس سے زائد ادا کریں گے۔ ان کے نام بطور یادگار و دعا لکھوانے کا انتظام کیا جائے گا۔

بعض مخلصین جماعت کے وعدوں کی فہرستیں اور ادائیگی کی اطلاعات نظارت ہذا میں آنی شروع ہو چکی ہیں۔ جن دوستوں نے تاحال اس تحریک میں اپنے وعدے نہ لکھوائے ہوں۔ ان کو چاہیئے کہ بلا تاخیر اس میں حصہ لے کر اپنے وعدوں سے نظارت ہذا کو مطلع فرمادیں جملہ جماعتوں کے سیکرٹریان مال کا فرض ہے کہ وہ جماعت کے ہر فرد تک اس تحریک کو پہنچا کر اور اس کی اہمیت کی وضاحت کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہوں تاکسی جماعت کا کوئی دوست ایسا نہ رہے جو اس تحریک سے عدم علم کی وجہ سے اس میں شامل ہونے سے محروم رہے۔

ناظر بیت المال قادیان

منظوری عہدیداران جماعت احمدیہ بریلی!

منظوری ۳۰/۴/۵۹ تک

۱۔ پریذیڈنٹ و جنرل سیکرٹری } مکرم ماسٹر حبیب احمد صاحب قریشی ٹیلرنگ سکول نینی تال روڈ بریلی۔

۲۔ سیکرٹری مال و امین و امام الصلوٰۃ } مکرم محمد یونس صاحب قریشی۔

اللہ تعالےٰ جملہ عہدیداران کو زیادہ سے زیادہ خدمت دینیہ کی توفیق عطا فرمائے اور حافظ و ناصر رہے۔

ناظر اعلےٰ قادیان

چودھویں صدی

(بقیہ صفحہ ۹)

کا نظام قائم کرے ارکان اسلام کا پابند ہو جائے۔ خوش خلق۔ صداقت اور پاکبازی کا نمونہ بن جائے۔ تو اس کی محکومی و غلامی اسکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ایک شعبے سے محروم ہونے پر دن رات ماتم وسیاپا کرنا اور سینکڑوں قابل عمل امور کو پس پشت ڈال دینا اگر مضحکہ انگیز نہیں تو کیا؟

جماعت احمدیہ

خیر یہ تو ان مسلم جماعتوں کا حشر ہوا جو محض انسانی ارادہ کے ماتحت کی گئی تھیں۔ اب انکے مقابل ایک دوسری جماعت کا طرز عمل بھی دیکھنا چاہیئے جس کی تاسیس انہیں دنوں ہوئی جن دنوں دیوبند و علیگڑھ میں مسلمانوں کے سیاسی و مذہبی مرکز کھولے جا رہے تھے۔ اس جماعت کا نام ہے جماعت احمدیہ۔

اس جماعت کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے ہاتھوں قادیان کی مقدس سرزمین میں ڈالی گئی۔ جماعت کا نام سنکر لوگوں کو وہم ہو سکتا ہے کہ یہ بھی مسلم لیگ یا جمعیۃ علماء ہند کی طرح ایک جماعت ہوگی۔ حاشا وکلا۔ اُن جماعتوں کی بنیاد ڈالتے وقت کسی شخص نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ ان کی بنیاد خدائی ارادہ و مشیت کے ماتحت ڈالی جارہی ہے۔ مگر جس دن قادیان کی مقدس سرزمین میں جماعت احمدیہ کی بنیاد ڈالی جارہی تھی۔ اس وقت کارکنان قضاء و قدر دنیا کی نسبت آسمان پر جو فیصلے کر رہے تھے۔ ان سے اہل زمین کو بھی آگاہ کیا جارہا تھا۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اس جماعت کی بنیاد رکھتے ہوئے یہ آواز بلند فرمایا کہ میں وہ مسیح موعود و مہدی معہود ہوں جس کے ذریعہ اسلام کی تجدید و احیاء ہونے والی ہے۔ اب جو مجھ سے جدا رہیگا وہ خشک ٹہنی کی طرح کاٹا جائے گا۔ اور اس کی بنائی ہوئی جماعتیں حرف غلط کی طرح مٹائی جائیں گی۔ لیکن جماعت احمدیہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرتی جائیگی اور دنیا کی کوئی طاقت اس کو مٹانے پر قادر نہ ہوگی چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

> "دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کو دنیا میں بڑی قبولیت بخشے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں (تحفہ گولڑویہ)

پھر آپ تذکرۃ الشہادتین میں جماعت احمدیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

> "اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا"

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اپنی اکثر تصانیف میں جماعت احمدیہ کے مستقبل کا انہیں شاندار الفاظ میں ذکر فرمایا ہے جو آپ نے خدا سے وحی و الہام پاکر اسکی ترقی۔ وسعت اور بین الاقوامی ہو جانے

خبریں

قادیان میں امن شکنی کی دھمکی

قادیان مورخہ ۱۳ر فروری۔ آج شام غلہ منڈی میں لوکل بھارتیہ جن سنگھ کے اہتمام سے ایک جلسہ ہوا جس میں رام پرکاش پربھاکر نے تقریر کرتے ہوئے یہ دھمکی دی کہ اگرچہ کوئی بندیاں جو محلہ احمدیہ کی خالی احمدیہ آبادی میں کمیٹی کی اجازت سے دس سال پیشتر بنائی گئی تھیں اور جن کے متعلق تھوڑا عرصہ پیشتر جناب وزیر صاحب لوکل سیلف گورنمنٹ بھراہی جناب کمشنر صاحب جالندھر ڈویژن اور جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور قائم رکھنے کا فیصلہ فرما چکے ہیں میونسپل کمیٹی نے تیرہ دن کے اندر نہ گرائیں تو وہ قانون کو ہاتھ میں لیتے ہوئے زبردستی ان کو گرا دیں گے۔

تقریر میں انہوں نے سرکاری افسران کے خلاف بھی زہر چکانی کی اور اپنی دھمکی کو دہرایا۔ شری رام پرکاش اس سے پہلے بھی ایک جلسہ میں تقریر کر کے پبلک میں منافرت اور فرقہ وارانہ جذبات کو ابھارنے کا ارتکاب کر چکے ہیں حکومت کو چاہیئے کہ ان کی قابل اعتراض حرکات کا سدباب کرے۔ (نامہ نگار)

قاہرہ ۲ر فروری۔ آج مشرق وسطیٰ کے دو ملکوں مصر اور سیریا کو ملا کر ایک نیا ملک بنانے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس اعلان پر مصر کے صدر کرنل ناصر اور سیریا کے صدر مسٹر شکری القواتلی نے دستخط کئے ہیں۔ نئی سٹیٹ کی ایک ہی گورنمنٹ ہوگی۔ ایک ہی صدر ہوگا۔ ایک ہی فوج ہوگی۔ ایک ہی جھنڈا ہوگا۔ اور ایک ہی پارلیمنٹ ہوگی۔ نئی سٹیٹ کا نام یونائیٹڈ عرب ری پبلک رکھا گیا ہے۔ اس کا انتظام صدارتی طرز کا ہوگا جس طرح کہ امریکہ میں ہے۔ وزراء صدر کو جوابدہ ہوں گے۔ وہی ان کا تقرر کرے گا۔ صدر کو تمام ایگزیکٹو اختیارات حاصل ہوں گے۔ یونائیٹڈ عرب ری پبلک کی تخلیق کا اعلان سیریا کے وزیر اعظم مسٹر صابری العسالی نے قاہرہ میں کرنل ناصر کی رہائش گاہ سے کیا۔ جس کے باہر لوگ لاکھوں کی تعداد میں جمع تھے۔ انہوں نے اس اعلان کا خیر مقدم پر زور تالیوں سے کیا۔ اعلان میں کہا گیا ہے کہ یونائیٹڈ عرب سٹیٹ کی تخلیق کا فیصلہ تصدیق کے لئے ۵ر فروری کو دونوں ملکوں کی پارلیمنٹوں میں پیش کیا جائے گا۔ جب دونوں ملکوں کی پارلیمنٹ سے اس کی توثیق ہو جائے گی۔ تو ۳۰ر جون کے اندر اندر دونوں ملکوں کی پارلیمنٹوں کا مشترکہ اجلاس بلایا جائے گا۔ جو نئی سٹیٹ کا صدر منتخب کریں گی۔ نیز ۳۰ دن کے اندر اندر عوام سے اس نئے فیصلے کے بارے میں رائے لی جائے گی۔ اس تاریخی اعلان نامہ پر کرنل ناصر اور سیریا کے صدر مسٹر شکری القواتلی نے ناصر کے رہائشی محل ہی میں دستخط کئے۔

سری نگر ۱۲ر فروری۔ آج وادی سری نگر میں اس موسم کی زوردار برفباری ہوئی جو کل رات ہی سے پڑنی شروع ہو گئی تھی۔ اور پھر آج صبح بھی جاری رہی۔ گلمرگ، پہلگام، سون مرگ اور دوسرے پہاڑی مقامات سے ۷ انچ سے زائد برف پڑی ہے۔ دہلی سری نگر اور پٹھانکوٹ میں ہوائی سروس معطل ہو گئی ہے۔

ماسکو ۱۲ر فروری۔ روس کے سائنسدان پروفیسر دی پاروٹوف نے دو اشخاص کو جنہوں نے چاند تک پہنچنے والے راکٹ میں جانے کے سیٹ بک کرنے کے لئے لکھا تھا جواب دیا ہے کہ مستقبل قریب میں چاند تک جانا اور واپس آنا ممکن نہیں ہو سکے گا۔ آپ نے لکھا ہے کہ چاند تک سفر کرنے سے پیشتر کوئی مصنوعی سیارہ بھیجا جائے گا۔ جو اس کے گرد چکر لگائے گا۔

جے پور ۱۱ر فروری۔ وزیر اعظم شری نہرو نے آج یہاں سے ۲۷ میل مغرب میں شیخاواٹی ہائی سکول کی سلور جوبلی تقاریب کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ عورتیں دیش کی علمبردار ہیں اور جب تک عورتیں غیر تعلیم یافتہ ہوں گی تب تک دیش پسماندہ رہیگا۔ حکومت کا یہ ارادہ ہے کہ دیش میں کوئی مرد یا لڑکا یا لڑکی غیر تعلیم یافتہ نہ رہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تعلیمی اداروں کے حکام پر تعلیم کے پھیلاؤ کی بجائے سکولوں کی عمارتوں پر زیادہ روپیہ خرچ کرنے کا رجحان دیکھا ہے۔ اگر سکولوں کے لئے بڑی بڑی پختہ عمارتوں کی بجائے تعلیم کے پھیلاؤ پر زیادہ زور دیا جائے تو یہ دیش کے لئے بہتر ہوگا۔ اگر عوام ان پڑھ رہے تو پلان اور ترقیاتی پروگرام کامیاب نہ ہو سکیں گے۔